بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 46

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

21 جمادی الاوّل 1447 ہجری قمری 13 نبوت 1404 ہجری شمسی 13 نومبر 2025ء


## ارشاد باری تعالیٰ

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ۝

﴿سُوۡرَۃُ الۡحَجّ:31﴾

ترجمہ: بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 نومبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

# میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے

# یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں

## ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہوجاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہوجاوے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔

(الحکم جلد 6 نمبر 31 مورخہ 31-اگست 1902 صفحہ 2)

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے... یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہوجاتے ہیں مگر میں کیوں کر اس کو باور کروں مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راست باز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو پھر دنیا میں کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اُٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مرجاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں۔

(الحکم جلد 10 نمبر 17 مورخہ 17-مئی 1906ء صفحہ 4 تا 5)

## تفسیر کبیر سے اقتباس

# توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی سچائی ہے انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے

## جھوٹ فطرت کے خلاف ہے

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 73 وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا ۝ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا مشکل کام جو اس دنیا میں انسان کے سامنے پیش آتا ہے وہ سچائی ہی ہے۔ ہزاروں انسان ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رحم کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ انصاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں لیکن جب انہیں گواہی دینی پڑے اور وہ یہ دیکھیں کہ اُس کے نتیجہ میں اُن کی اپنی ذات کو یا اُن کے کسی رِشتہ دار اور دوست کو نقصان پہنچے گا تو وہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور تبدیلی کردیں گے اور یہ مرض اس قدر پھیل گیا ہے کہ ہمارے ملک میں لوگ بڑی دلیری کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولتے ہیں اور ساتھ ہی اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہیں کہ اُن کے جھوٹ کو سچ کیوں نہیں مانا جاتا۔

غرض سچائی ایک بڑی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ انبیاء نے اِس پر خاص زور دیا ہے اور انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصّہ ہے۔ مگر آج کل سیاسی اور قومی مفاد کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ اُسے ایک نہایت ضروری چیز قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جھوٹ فطرت کے خلاف ہے۔ جھوٹ اس چیز کا نام ہے کہ کان نے جو کچھ سنا ہو اس کے متعلق کہہ دیا جائے کہ مَیں نے نہیں سنا۔ آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہو اُس کے متعلق کہہ دیا جائے کہ مَیں نے نہیں دیکھا۔ ہاتھ نے ایک چیز اٹھائی ہو لیکن انسان یہ کہہ دے کہ میرے ہاتھ نے فلاں چیز نہیں اٹھائی۔ ایک شخص کے پاؤں ایک طرف چلیں لیکن وہ کہہ دے کہ میرے پاؤں اس طرف نہیں چلے۔ گویا انسان غیر کی نہیں اپنی تردید کرتا ہے اور اِس سے زیادہ فطرت کے خلاف اَور کیا چیز ہوگی۔ شُبہ اس چیز میں ہوسکتا ہے جس میں قیاس کا دخل ہو۔ حواسِ خمسہ کے افعال پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور حواسِ خمسہ کے افعال کے خلاف بات کہنے کو جھوٹ کہتے ہیں۔ جو شخص حواسِ خمسہ کی تردید کرتا ہے وہ گویا اپنی زبان، ہاتھ، پاؤں، ناک اور کان کی تردید کرتا

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

## ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

### سچّائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ الصِّدۡقَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡبِرِّ۔ وَاِنَّ الۡبِرَّ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصۡدُقُ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدَ اللّٰہِ صِدِّیۡقًا۔ وَاِنَّ الۡکَذِبَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡفُجُوۡرِ، وَاِنَّ الۡفُجُوۡرَ یَھۡدِیۡ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکۡذِبُ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب باب قول اللہ اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین)

عَنِ الۡحَسَنِ بۡنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا قَالَ حَفِظۡتُ مِنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، دَعۡ مَا یُرِیۡبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیۡبُکَ، فَاِنَّ الصِّدۡقَ طُمَانِیۡنَۃٌ وَالۡکَذِبَ رِیۡبَۃٌ۔

حضرت حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان اچھی طرح یاد ہے کہ شک میں ڈالنے والی باتوں کو چھوڑ دو شک سے مبرّا یقین کو اختیار کرو۔ کیونکہ یقین بخش سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ اضطراب اور پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب البیوع باب تفسیر الشبہات، ترمذی ابواب القیمۃ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 697,698)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

# آؤ قادیان چلیں!

قادیان دارالامان میں اس وقت جلسہ سالانہ کی تیاریاں زوروں پر ہیں اور دوسری طرف ہر احمدی کا دل بھی جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے پُرجوش رضا کاروں کی طرح دھڑک رہا ہے۔ بڑے، بچّے، عورتیں یہاں تک کہ عمر رسیدہ احباب بھی نہایت بے چینی سے جلسہ کے انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لئے آسانی پیدا فرمائے اور بخیر و عافیت جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کرنے اور شعائر اللہ کی برکات سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امسال جلسہ سالانہ قادیان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 26، 27، 28 دسمبر بروز جُمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ اس للّٰہی جلسہ کے متعلق سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’اس جلسے کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بُنیاد ہے اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ (اشتہار 07 دسمبر 1891ء)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سُننے کیلئے اور دُعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔‘‘

نیز فرماتے ہیں:

’’ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ یہ ہر ایک نئے سال جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور یا جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ صفحہ 10-9)

اس مبارک جلسہ کے مہمانوں کیلئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنفسِ نفیس قربانیاں پیش کی ہیں۔ ابتدائی جلسہ سالانہ میں جن دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کے ذمہ جلسہ سالانہ کی ذمہ داری تھی ایک مرتبہ جلسہ کے مہمانوں کے لئے اخراجات کی کمی ہوگئی۔ چنانچہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خُسر محترم تھے حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ کل کے روز جلسہ کے مہمانوں کی تواضع کے لئے خرچ نہیں ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ گھر سے بیوی صاحبہ (یعنی حضرت اُم المؤمنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ زوجہ محترمہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) سے اُن کا زیور لے کر فروخت کر لیں اور جلسہ کے مہمانوں کیلئے انتظام کر لیں۔ چنانچہ حضرت میر صاحب نے زیور لے کر فروخت کیا اور جلسہ کے مہمانوں کا انتظام کیا۔ حضرت میر صاحب نے اگلے روز پھر عرض کیا کہ زیور فروخت کر کے جسقدر رقم ملی تھی اس سے صرف ایک دن کا خرچ ہو سکا ہے اور مہمانوں کا ایک روز کا خرچ پورا ہو گیا ہے۔ اب اگلے روز کے لئے پھر ضرورت ہے۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ جسقدر ہمارے پاس گنجائش تھی ہم نے خرچ کیا ہے۔ اب ہمارے پاس بھی گنجائش نہیں ہے۔ جس کے مہمان ہیں وہ خود ہی انتظام کرے گا۔ اس روایت کے راوی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی فرماتے ہیں کہ اگلے روز ڈاکیہ آیا جس کے پاس کچھ منی آرڈر تھے جن میں تحریر تھا کہ ہم باوجود خواہش کے جلسہ سالانہ میں حاضر نہیں ہو سکے لہٰذا مہمانوں کی خدمت کیلئے یہ رقم بھجوائی جا رہی ہے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت میر صاحب کو بلوایا اور انہیں وہ منی آرڈر پکڑاتے ہوئے توکل علی اللہ پر تقریر فرمائی اور فرمایا کہ جسقدر ایک دنیا دار کو اپنے نوٹوں سے بھرے ہوئے صندوق پر بھروسہ ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر مجھے خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔

اسی طرح حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جلسہ پر اس قدر مہمان آئے کہ جلسہ کے مہمانوں کیلئے بستروں کی کمی پڑ گئی۔ جلسہ کے رضا کاران نے تمام گھروں سے لحاف اکٹھے کئے اور حضور علیہ السلام کے گھر سے بھی رضا کار تمام لحاف لے گئے یہاں تک کہ حضور علیہ السلام کے لئے اور اہل خانہ کیلئے بھی کوئی لحاف نہ بچا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے گھر میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور کے پاس کوئی لحاف نہیں ہے اور آپکے ایک صاحبزادہ غالباً حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے جو ایک اوور کوٹ اوڑھے پڑے ہیں۔ اس پر انہوں نے رضا کاران کو ڈانٹا اور کہا کہ آپ لوگوں نے حضور علیہ السلام اور اہل خانہ کے اوڑھنے کیلئے بھی کوئی لحاف نہیں چھوڑا۔ رضا کاران نے کہا کہ جن کو اوڑھنے کے لئے دے دیا گیا ہے اب ان سے بھی واپس لینا مشکل ہے۔ بہت مشکل سے کہیں سے ایک لحاف لا کر حضور کی خدمت میں دیا گیا تو حضور نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے تو نیند نہیں۔ آتی رات تو کسی طرح گزر جائے گی۔ یہ لحاف بھی کسی اور مہمان کو دے دیا جائے۔ چنانچہ وہ لحاف بھی کسی اور مہمان کو دے دیا گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے نزدیک جلسہ کے مہمانوں کی کس قدر اہمیت تھی۔ حضور علیہ السلام جلسہ کے مہمانوں کو اپنا مہمان سمجھتے تھے۔ حضور علیہ السلام کی سیرت کے اس پہلو سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خدمت کو کتنی اہمیت دینی چاہئے کہ خدا کا مسیح بھی ان کو خود پر مقدم کرتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے جو دُعائیں کی ہیں ان پر اس گفتگو کو ختم کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور انکے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو اے خدا اے ذوالمجد والعطاء! اے رحیم و مشکل کشا یہ تمام دُعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوّت اور طاقت تجھی کو ہے آمین ثم آمین (اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دُعائیں قبول فرمائے۔ اور جلسہ کے تمام پروگرام کو بالخصوص حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کو جو ایم ٹی اے پر لائیو نشر ہو گا سُننے اور اس پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

## علامات المقربین

(پاکیزہ منظوم کلام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

| | | |
|---|---|---|
| خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار | ❁ | جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار |
| اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب | ❁ | کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟ |
| اُسے دے چکے مال و جاں بار بار | ❁ | ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار |
| لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے | ❁ | پاک جاتے ہیں اِس خاک سے |

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 434-435)

## خلیفۂ وقت کا دنیا بھر میں پھیلے احمدیوں سے ذاتی تعلق

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابلِ یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے...... جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے...... دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جون ۲۰۱۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۷ جون ۲۰۱۴ء صفحہ ۷)

## 130 واں جلسہ سالانہ قادیان 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

# خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰی أَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی إِلَّا أَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ

کہ اے علی! کیا تم خوش نہیں کہ تم میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے سوائے اس کے کہ تم میرے بعد نبی نہیں

یہ بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ نظام کے خلاف اگر کوئی بات ہو تو پھر سختی بھی کی جاتی ہے، وہاں پھر نرمی کا سوال نہیں

میں تو بخدا جو قسم بھی ایسی کھا بیٹھوں کہ پھر اس کے سوا کسی اَور بات کو بہتر سمجھوں تو انشاء اللہ ضرور وہی بات کروں گا جو بہتر ہو گی اور اس قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا (الحدیث)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکرؓ کو عطا فرمایا۔

اس کے علاوہ حضرت زبیرؓ، حضرت اُسَیْدْ بِنْ حُضَیْرؓ، حضرت اَبُوْ دُجَانَہؓ یا بعض روایات کے مطابق حضرت حُبَابْ بِنْ مُنْذِرؓ کو بھی جھنڈے عطا کیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی تیاری کے لیے ہر قسم کے ظاہری اسباب کرنے کے بعد دعا کی طرف متوجہ ہوئے اور تیاری کے آغاز سے لے کر تبوک کی طرف روانگی تک یہ دعا کرتے رہے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلَكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْأَرْضِ۔ اے خدایا! اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر اس روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ عجیب اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے غزوہ یعنی غزوۂ بدر کے موقع پر بھی اس دعا کا ذکر ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری غزوہ کے موقع پر بھی اس دعا کا ذکر ملتا ہے

غزوۂ تبوک کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن نکلے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند کرتے تھے

غزوۂ تبوک کے حالات و واقعات کی روشنی میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بیان

مکرم غلام محیّ الدین سلیمان صاحب مربی سلسلہ انڈونیشیا، مکرم ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب نائب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ

اور

مکرمہ بشریٰ پرویز منہاس صاحبہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/اکتوبر 2025ء بمطابق 24/اخاء 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج بھی مَیں غزوۂ تبوک کے واقعات کی مزید تفصیل بیان کروں گا۔ ایک شخص جَدّ بِن قَیْس کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ یہ بھی منافقین میں سے ایک شخص تھا جو عبداللہ بن اُبَیّ کے بعد منافقین کا ایک دوسرا بڑا لیڈر تھا۔ عبداللہ بن ابی کے ساتھ مل کر مختلف سازشوں میں مصروف تھا۔ یہ وہی تھا جس نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی بیعت نہیں کی تھی۔ اس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ پر نہ جانے کا عذر پیش کیا لیکن یہ عذر بھی ایک عجیب وغریب اور بیہودہ قسم کا عذر تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جَدّ بن قَیْس سے جو بنو سَلِمَہ کا رئیس تھا، فرمایا: اے جدّ! کیا تُو اس سال بَنُوْ اَصْفَر یعنی رومیوں کے جہاد میں چلے گا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے رخصت دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ خدا کی قَسم! میری قوم میرے بارے میں خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کو چاہنے والا نہیں ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے بَنُوْ اَصْفَر یعنی رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو صبر نہیں کر پاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیہودہ جواب سن کر اس سے اعراض کیا اور فرمایا ٹھیک ہے نہ جاؤ۔ تمہیں اجازت ہے۔ تمہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جدّؓ جو بدری صحابی تھے اور بہت مخلص تھے اپنے والد کے پاس آئے اور اس سے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیوں ردّ کی؟ اللہ کی قَسم! بنو سَلِمَہ میں تجھ سے زیادہ مالدار کوئی نہیں ہے۔ نہ تم خود نکل رہے ہو اور نہ کسی کو سوار کر رہے ہو۔ یعنی کسی مجاہد کی سواری وغیرہ کا انتظام بھی نہیں کر رہے۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے! مجھے کیا ہوا کہ میں گرمی اور اس تنگی کے زمانے میں بَنُوْ اَصْفَر کی طرف نکلوں۔ میرے بیٹے! میں اپنے گھر اور اپنے علاقے میں رہتے ہوئے بھی رومیوں کے خوف سے لرزتا ہوں۔ اپنے بیٹے کو یہ جواب دیا۔ تو ایسے لوگوں سے جنگ لڑنے کے لیے مَیں ان کے علاقے میں کس طرح جا سکتا ہوں۔ میں تو گھر بیٹھے ہی خوفزدہ ہوں۔ اے بیٹے! اللہ کی قَسم! مَیں بڑا دانشور اور تجربہ کار ہوں۔ مجھے جنگوں سے بڑی واقفیت ہے۔ گویا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ سپر پاور روم سے جنگ کرنا کوئی دانائی کی بات نہیں ہے۔ یہ ساری بات سن کر اس کا مخلص بیٹا ناراض ہو گیا اور کہنے لگا: نہیں۔ اللہ کی قَسم! یہ نفاق ہے جس کی وجہ سے تم جنگ پر نہیں جا رہے اور اللہ کی قَسم تمہارے بارے میں اللہ کے رسول پر ضرور قرآن نازل ہو گا۔ کہتے ہیں ان کے باپ نے اپنا جوتا اٹھایا اور ان کے منہ پر دے مارا۔ اس کا بیٹا واپس چلا گیا اور اس سے کوئی بات نہیں کی۔

ایک روایت میں ہے کہ جَدّ بن قَیْس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ۔ (التوبۃ:۴۹) اور ان میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے مجھے رخصت دے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈال۔ کہا جاتا ہے کہ بعد کے زمانے میں اس نے توبہ کر لی تھی اور اچھی توبہ کی تھی اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 815 دار الکتب العلمیۃ 2001ء) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 72 دار الکتب العلمیۃ 1996) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 463 تا 465 دار السلام) (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 181-182، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 521 دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

بعد میں یہ منافقت نہیں رہی بلکہ پکا مسلمان ہو گیا۔ جو سازشی لوگ تھے وہ وہاں کی ایک جگہ جمع ہو کر اس جنگ کے حوالے سے سازشیں بھی کیا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل کچھ پہلے بھی بیان ہوئی ہے، یعنی انہوں نے اپنا ایک مرکز بنایا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرکز کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ مدینہ میں منافقین اور یہود ان سازشوں میں مصروف تھے یعنی جھوٹی افواہیں پھیلا کر مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش اور مسلمانوں کو جنگ پر جانے سے روکنے کی بھرپور کوشش اور اس کے لیے وہ طرح طرح کے حربے استعمال کرتے تھے۔ مخلص اور پختہ ایمان والے مومن منافقین کے اس گھناؤنے کردار سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان پر نظر رکھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان لوگوں کی رپورٹس پہنچ رہی تھیں۔ گو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمت اور شفقت کی وجہ سے ان لوگوں سے درگذر فرماتے تھے لیکن جب نظام کے خلاف کوئی خطرناک سازش ہوتی تو اس کو بڑی حکمت لیکن سختی کے ساتھ ختم کرنے کے لیے کارروائی بھی کی جاتی تھی۔

یہ بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ نظام کے خلاف اگر کوئی بات ہوتو پھر سختی بھی کی جاتی ہے، وہاں پھر نرمی کا سوال نہیں۔

چنانچہ اسی طرح کی ایک کارروائی اس موقع پر بھی کی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ منافقین سُوَیْلِمْ یہودی کے گھر میں اکٹھے ہورہے ہیں جس کا گھر جَاسُومْ کے پاس ہے۔ جاسوم مدینہ میں ایک کنواں تھا اس کو بِئْرِ جَاسِمْ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ منافقین لوگوں کو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے سے روک رہے ہیں۔ دراصل مدینہ میں مسلمانوں کو اس جنگ پر نہ جانے کے لیے ہر قسم کے منفی پراپیگنڈا کی ساری سازشیں یہاں تیار کی جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عُبَیْدُ اللہؓ کو بعض افراد کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ سُوَیْلِمْ کے گھر کو آگ لگادی جائے یعنی اس کو ختم کرو، گرادو۔ ختم کرواور جلادو۔ کچے گھر ہوتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے ایسا ہی کیا جس پر اس جگہ پر موجود تمام لوگ بھاگ گئے۔ ان بھاگنے والوں میں سے ایک ضَحَّاكْ بِنْ خَلِیْفَہْ بھی تھا جو کہ منافقین کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ وہ گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور اس کی عقبی جانب سے نیچے کود گیا جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ اور کلائی ٹوٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور آپ کا عفو پھر بھی ایسا غالب آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو بھی گرفتار نہ کرنے کا ارشاد فرمایا اور نہ ہی کوئی مزید سزادی البتہ سازشوں کے اس اڈے یعنی ہیڈ کوارٹر کو ختم کر دیا گیا۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 72 دارالکتب العلمیة 1996ء) (السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ 816 دارالکتب العلمیة 2001ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 467 دارالسلام)

(فرہنگ سیرت صفحہ 84 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

تبوک کے سفر کے لیے ہر کوئی تیاری میں مصروف تھا۔ مالی قربانی کا سلسلہ بھی جاری تھا تاکہ اخراجاتِ سفر کا انتظام ہوسکے۔

غریب اور نادار صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو تیاری کے لیے ان کی مدد کی جاتی۔ اسی طرح صاحب حیثیت لوگ ان صحابہ کو بھی سواریاں وغیرہ مہیا کر رہے تھے جن کے پاس سواری نہ تھی کیونکہ سواری کے بغیر یہ سفر ممکن بھی نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد تھا کہ ہمارے ساتھ وہی شخص جائے جو قوی ہو اور سفر کی مشقت برداشت کرسکتا ہو اور اسے سواری اور زادِراہ میسر ہو۔

اس موقع پر کچھ صحابہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے سواری کی درخواست کی اور وہ اس کے ضرورتمند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تو اَب کچھ نہیں جس پر تمہیں سوار کرسکوں۔ اس پر وہ روتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ ان صحابہ کے اخلاص و وفا اور بے بسی کی اس کیفیت کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح کیا ہے کہ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبة:92) اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جو تیرے پاس اس وقت آئے جب جنگ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ تو ان کو کوئی سواری مہیا کر دے۔ تو تُو نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کراؤں اور یہ جواب سن کر وہ چلے گئے اور اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے کہ افسوس! ان کے پاس کچھ نہیں جسے خدا کی راہ میں خرچ کریں۔ یہ سورۂ توبہ کی آیت ہے۔

اس محرومی کے سبب سے ان کے کثرت سے رونے کی وجہ سے تاریخ وسیرت کی کتب میں ان کو بَكَّاؤُوْن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی بہت زیادہ رونے والے۔ ان کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کتب میں تو اٹھارہ کے قریب نام ملتے ہیں البتہ زیادہ تر سات کے ناموں پر اتفاق ہے۔ اس میں سَالِمْ بن عُمَیْر، عُلْبَہْ بن زَیْد، ابو لَیْلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب، عَمْرو بن حُمَامْ، عبداللہ بن مُغَفَّلْ مُزَنِی، ہَرَمِیْ بن عبداللہ اور عِرْبَاضْ بن سَارِیَہ شامل تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت یَامِیْن بن عُمَیْرْ بن کعب نَضْرِیْ کی حضرت ابو لَیْلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مُغَفَّلْؓ سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں رو رہے تھے۔ انہوں نے ان دونوں سے پوچھا کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری مرحمت فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا مال و دولت میسر نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کرسکیں اور آپ کے ساتھ جہاد کے لیے جاسکیں۔ اس پر انہوں نے ان کو ایک پانی اٹھانے والا اونٹ دیا۔ ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے زادِراہ کے لیے کچھ کھجوریں بھی ان کو دیں اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ اس طرح ان کا انتظام ہوا۔ اسی طرح حضرت عباسؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی دو صحابہ کو سواری اور زادِراہ مہیا کر دیا اور بقیہ تین کو حضرت عثمانؓ نے سواری اور زادِراہ دے دیا۔ یوں یہ ساتوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ 816 دارالکتب العلمیة 2001ء)(انارة الدجی فی مغازی خیرالوریٰ ﷺ، صفحہ 721 دارالمنھاج 2006ء)(شرح العلامة الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 74-75 دارالکتب العلمیة 1996ء) (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 182 دارالکتب العلمیة 1987ء)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 469 دارالسلام)

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِیْؓ کے قبیلے کے لوگوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری کے لیے درخواست کی۔ یہ بھی چھ لوگ تھے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِیْؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں جو میں تم لوگوں کو دے سکوں۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قَسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ مَیں دے سکوں۔ اس پر وہ لوگ روتے ہوئے وہاں سے واپس ہوئے لیکن اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عُبَادَہؓ سے اونٹ خریدے اور حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِیْؓ کو بلا بھیجا اور فرمایا یہ اونٹ لے جاؤ اور خود اور اپنے ساتھیوں کو دے دو۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِیْؓ نے خود بیان فرمائی۔

چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِیْؓ بیان کرتے ہیں کہ بعض اَشْعَرِیْؓ لوگوں کے ساتھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ آپؐ سے سواری مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا بخدا! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری کے جانور نہیں کہ تمہیں سوار ہونے کے لیے دوں۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے اور آپؐ نے ہمارے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا وہ اَشْعَرِی لوگ کہاں ہیں؟ اور آپؐ نے پانچ اونٹ جو سفید کوہان والے تھے ہمیں دینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ جب ہم چلے گئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے جو کیا ہے وہ ہمیں کبھی مبارک نہیں ہوگا۔ ہم یہ خیال کر کے آپ کے پاس واپس گئے اور ہم نے کہا کہ آپ سے ہم نے درخواست کی تھی کہ ہمیں سواری دیں اور آپ نے قَسم کھائی کہ آپ ہمیں سواری نہیں دیں گے۔ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ نے قَسم کھائی ہے کہ تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تمہیں سواری نہیں دی بلکہ اللہ ہی نے تمہیں سواری دی ہے اور میں تو بخدا جو قَسم بھی ایسی کھا بیٹھوں کہ پھر اس کے سوا کسی اَور بات کو بہتر سمجھوں تو انشاء اللہ ضرور وہی بات کروں گا جو بہتر ہوگی اور اس قَسم کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

یہ قَسم مَیں نے کھائی ہے لیکن بعد میں انتظام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے اور اگر مجھے شک بھی ہو کہ میں نے ایسی قَسم کھائی ہے لیکن اس کے مقابلے میں کوئی بہتر بات سامنے آتی ہے تو میں وہ قَسم ختم کر دیتا ہوں اور اس کا کفّارہ ادا کر دیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے اور یہ حضرت ابوموسیٰ اَشْعَرِی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میرے ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لیے سواریاں مانگوں کیونکہ وہ بھی آپ کے ساتھ جیشِ عُسرہ میں ہیں اور یہی غزوۂ تبوک ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں دیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قَسم! کوئی سواری نہیں کہ تمہیں دوں اور میں نے اتفاقاً آپ سے ایسے وقت میں مطالبہ کیا کہ جب آپ ذرا غصہ میں تھے اور میں نہیں جانتا تھا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انکار سے نیز اس خوف سے کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں مجھ پر ناراض نہ ہو گئے ہوں غمگین ہو کر لوٹ آیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آگیا اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے ان کو بتایا۔ بہت تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں نے بلال کو سنا کہ وہ عبداللہ بن قیس پکار رہے تھے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تمہیں بلا رہے ہیں۔ یہ اعلان کرنے کا، بلانے کا وہاں طریقہ تھا۔ لاؤڈ سپیکر تو تھے نہیں اسی طرح اعلان کیا جاتا تھا۔ جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹوں کے جوڑے لے لو اور یہ جوڑے یعنی چھ اونٹ آپ نے حضرت سعد سے اسی وقت خریدے تھے۔ فرمایا: جاؤ ان کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو کہ اللہ یا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ سوار ہونے کے لیے دیتے ہیں اور اس پر سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ میں وہ اونٹ لے کر ان کے پاس چلا گیا۔ میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ تمہیں سواری کے لیے دیتے ہیں مگر میں اللہ کی قَسم تمہیں سوار ہونے نہیں دوں گا تاوقتیکہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اس شخص کے پاس نہ جائے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات سنی تھی۔ یہ نہ سمجھو کہ میں نے خود تم سے کوئی بات بیان کی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی تھی۔ وہ کہنے لگے ہم تو آپ کو اپنے نزدیک سچا سمجھتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انکار کیا تھا ناں۔ تو انہوں نے کہا اور بڑے محتاط تھے کہ کہیں یہ نہ سمجھو کہ پہلی دفعہ میں نے تمہیں اپنے پاس سے بات کر دی تھی کیونکہ تھوڑی دیر

## ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○

﴿سُوْرَۃُ الزُّمَر:3﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔
پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

بعد اونٹ لے آیا ہوں۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ اگر کوئی آدمی تم میں سے وہاں موجود تھا تو اس کو بلاؤ تا کہ وہ میرا گواہ بنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہی جواب دیا تھا اور پھر بعد میں اونٹوں کا انتظام ہوا۔ بہرحال لوگوں نے کہا کہ ہم تو آپ کو اپنے نزدیک سچا سمجھتے ہیں اور ہم ضرور وہی کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰ ان میں سے چند آدمی لے کر چلے گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو سواری دینے سے انکار کرنا اور پھر اس کے بعد ان کو دینا۔ تو انہوں نے ان سے وہی بیان کیا جو حضرت ابوموسیٰ نے ان سے بیان کیا تھا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوة تبوک...... حدیث 4415)

(بخاری کتاب فرض الخمس باب و من الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین حدیث 3133)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قَسم کھانے کے متعلق کہ اس کی کیا وجہ ہے اور پھر یہ کہ قَسم کی کیا اہمیت ہے حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ایک جگہ تفسیر میں اس کی وضاحت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے پاس سواری تھی ہی نہیں تو آپ نے یہ قَسم کیوں کھائی کہ خدا کی قَسم! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ قرآن کریم، احادیث اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت آپ کے پاس سواری تھی ہی نہیں اور قَسم کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز موجود ہو اور دینے سے انکار کر دیا جائے۔ اب کیا کوئی یہ قَسم کھا سکتا ہے کہ میں چاند کے پاس نہیں جاؤں گا یا میں سورج کے پاس نہیں جاؤں گا یا کوئی یہ قَسم کھاتا ہے کہ میں ایک ہی دفعہ ہاتھی نہیں نگلوں گا۔ اسی طرح سوال یہ ہے کہ جب آپ کے پاس سواری ہی نہ تھی تو آپ نے قَسم کیوں کھائی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ غیر متمدن اور غیر مہذب لوگ دوسرے کی بات کا اعتبار نہیں کرتے جب تک قَسم نہ کھائی جائے۔ ہمارے پاس بعض اوقات ایسے لوگ آتے رہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارا فلاں کام کرا دیں۔ ہم کہتے ہیں یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں آپ سب کچھ کر سکتے ہیں گویا ہم کام تو کر سکتے ہیں مگر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غیر متمدن اور غیر مہذب تھے وہ نئے نئے آئے تھے اور ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، وقار، عظمت اور اعلیٰ اخلاق کا پتہ نہ تھا جب آپ نے ان سے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو انہوں نے سمجھا کہ سواری تو ہے مگر آپ انکار کر رہے ہیں۔ اس لیے اصرار کیا کہ آپ تو بادشاہ ہیں، آپ کے پاس سواریاں کیوں نہ ہوں گی۔ مزید یہ کہ عرب لوگوں کی عادت ہے کہ ان کی کسی بات پر تسلی نہیں ہو سکتی جب تک قَسم نہ کھائی جائے۔ معمولی معمولی باتوں پر وہ وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ ثُمَّ تَاللّٰہِ کہتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کے سواری مانگنے کے اصرار کا ایک ہی جواب تھا کہ آپ قَسم کھاتے۔ چونکہ ان لوگوں نے آپ کے جواب کو عذر اور بہانہ سمجھا تھا اس لیے آپ نے ان کی تسلی کے لیے اور پیچھا چھڑانے کے لیے قَسم کھائی۔ وہ چلے گئے تو سواری بھی آ گئی'' بعد میں ''اور آپ نے دوبارہ ان کو بلا کر سواری دے دی۔ پس وہ قَسم اس لیے تھی کہ میرا وقت ضائع نہ کرو'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا یہ ایک اظہار تھا۔ گو منہ سے تو نہیں کہا لیکن اظہار یہی تھا کہ میرا وقت ضائع نہ کرو'' اور اصرار نہ کرو اور سواری آپ نے اس لیے دی کہ یہ نیکی کا موقع تھا اور آپ اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔'' (نیکی کی تحریک پر فوراً عمل کرو، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 571-572)

سورہ توبہ کی آیت بانوے جو میں نے پہلے بھی پڑھی تھی کہ وَّ لَا عَلَی الَّذِیۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡکَ لِتَحۡمِلَہُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُکُمۡ عَلَیۡہِ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡیُنُہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ (التوبة: 92) اور جس طرح کہ پہلے ترجمہ بیان ہوا ہے، اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرف ہے کہ جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تا کہ تُو انہیں (جہاد کے لیے ساتھ) کسی سواری پر بٹھا لے تو تُو انہیں جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کر سکوں۔ اس پر وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں اس غم میں آنسو بہا رہی ہوتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں رکھتے جسے راہِ مولیٰ میں خرچ کر سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تفسیر میں لکھا کہ ''یہ آیت اپنے اطلاق کے لحاظ سے عام ہی ہے مگر جن اشخاص کی طرف اشارہ ہے وہ سات غریب مسلمان تھے جو جہاد پر جانے کے لیے بیتاب تھے مگر اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے سامان نہیں رکھتے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے لیے سواری کا انتظام فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے میں کوئی انتظام نہیں کر سکتا تو ان کو بڑی تکلیف ہوئی۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ واپس چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کے چلے جانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے تین اونٹ دیے اور چار دوسرے مسلمانوں نے دیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک آدمی کو ایک ایک اونٹ دے دیا۔ قرآن نے یہ واقعہ اس لیے بیان کیا ہے تا کہ ان غریب مسلمانوں کے اخلاص کا مقابلہ کر کے دکھائے جو تھے تو مالدار اور سفر پر جانے کے ذرائع بھی رکھتے تھے مگر جھوٹے عذر تلاش کرتے تھے۔'' ایک طرف تو یہ حالت ہے غریبوں کی لیکن ایک جوش ہے، جذبہ ہے، ایمان ہے اور دوسری طرف مالدار لوگ ہیں جو کہتے تو اپنے آپ کو مسلمان تھے لیکن منافقت سے بھرے ہوئے۔ ''اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے وہ سب منافق نہ تھے'' بلکہ بعضوں کے پاس سامان نہیں تھا اس لیے بھی ان کو پیچھے رہنا پڑا'' بلکہ ان میں مخلص مسلمان بھی تھے مگر وہ اس لیے نہیں جا سکے کہ ان کے پاس جانے کے سامان نہ تھے۔''

(دروس حضرت مصلح موعودؓ (غیر مطبوعہ) تفسیر سورة التوبہ زیر آیت 92)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس اعلان پر کہ ہم شام کی طرف جانے والے ہیں اخلاص اور جوش سے بڑھ بڑھ کر قربانیاں کر رہے تھے۔ غریب مسلمانوں کے پاس جنگ کے سامان تھے کہاں؟'' ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ ''حکومت کا خزانہ بھی خالی تھا۔ ان کے آسودہ حال بھائی ہی ان کی مدد کے لیے آ سکتے تھے۔ چنانچہ ہر شخص قربانی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس دن اپنے روپے کا اکثر حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جو ایک ہزار سونے کا دینار تھا یعنی......'' جس وقت آپ نے بیان کیا اس وقت ''پچیس ہزار روپے'' آجکل تو اس کی لاکھوں میں قیمت ہے۔ ''اِسی طرح اور صحابہؓ نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق چندے دیے اور غریب مسلمانوں کے لیے سواریاں یا تلواریں یا نیزے مہیا کئے گئے۔ صحابہؓ میں قربانی کا اِس قدر جوش تھا کہ یمن کے کچھ لوگ جو اسلام لا کر مدینہ میں ہجرت کر آئے تھے اور بہت ہی غربت کی حالت میں تھے ان کے کچھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یا رسول اللہ! ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلیے۔ ہم کچھ اور نہیں چاہتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں وہاں تک پہنچنے کا سامان مل جائے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے'' جیسا کہ پہلے پڑھا گیا ہے ''وَّ لَا عَلَی الَّذِیۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡکَ لِتَحۡمِلَہُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُکُمۡ عَلَیۡہِ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡیُنُہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ (التوبة: 92) یعنی اِس جنگ میں شریک نہ ہونے کا ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو تیرے پاس اس لیے آتے ہیں کہ تُو ان کے لیے ایسا سامان مہیا کر دے جس کے ذریعہ سے وہ وہاں پہنچ سکیں مگر تُو نے انہیں کہا کہ میرے پاس تو تمہیں وہاں پہنچانے کا کوئی سامان نہیں۔ تب وہ تیری مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہتے تھے کہ افسوس ان کے پاس کوئی مال نہیں جس کو خرچ کر کے وہ آج اسلامی خدمت کر سکیں۔ ابوموسیٰ ان لوگوں کے سردار تھے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مانگا تھا؟ تو انہوں نے کہا خدا کی قَسم! ہم نے اونٹ نہیں مانگے، ہم نے گھوڑے نہیں مانگے، ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ ہم ننگے پاؤں ہیں۔'' ہمارے پاس تو پاؤں میں جوتی بھی نہیں ہے۔ بوٹ بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس جوتی بھی نہیں ''اور اتنا لمبا سفر پیدل نہیں چل سکتے۔ اگر ہم کو صرف جوتیوں کے جوڑے مل جائیں تو ہم جوتیاں پہن کر ہی بھاگتے ہوئے اپنے بھائیوں کے ساتھ اِس جنگ میں شریک ہونے کے لیے پہنچ جائیں گے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 360-361) یہ جذبہ تھا۔

اس غزوہ پر جاتے ہوئے مدینہ میں قائمقام بنانے کے بارے میں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا نائب بنایا۔ اس کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مَسۡلَمَہؓ کو مدینہ میں اپنا امیر مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ حضرت سِبَاع بن عُرۡفُطَہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن اُمِّ مَکۡتُوۡمؓ کے نام بھی آتے ہیں۔

(السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 185، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیة 2002ء)

ان مختلف روایات کو اگر دیکھا جائے کہ کس طرح ان میں مطابقت پیدا کی جائے، کس طرح اس کی تطبیق کی جائے۔ ان چاروں کے جو نام آتے ہیں ان کو کس طرح سمجھا جائے کہ واقعی یہ صحیح ہیں کہ نہیں تو ایک یہ ہے کہ یہ چاروں افراد ہی نائب مقرر کئے گئے تھے لیکن ان کی ذمہ داریوں میں فرق تھا۔ حضرت علیؓ کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کی دیکھ بھال تھی۔ حضرت محمد بن مَسۡلَمَہ اہلِ مدینہ کے عمومی امور کے ذمہ دار تھے اور حضرت عبداللہ بن اُمِّ مَکۡتُوۡمؓ کے ذمہ نمازوں کی امامت تھی۔ حضرت سِبَاع بن عُرۡفُطَہؓ کو پہلے مدینہ کا عمومی نائب مقرر کیا تھا اور پھر ان کی جگہ حضرت محمد بن مَسۡلَمَہؓ کو نامزد کر دیا گیا تھا۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 81 دار الکتب العلمیة بیروت 1996ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 480 بزمِ اقبال لاہور)

چونکہ یہ ایک لمبا سفر تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ خانہ کی خبرگیری اور گھریلو ضروریات کی تکمیل کے لیے حضرت علیؓ کو مدینہ میں ہی رہنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ منافقین جن کا کام ہی طعن و تشنیع تھا، حضرت علی کے مدینہ میں چھوڑے جانے پر باتیں بنانے لگے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوجھ تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ساتھ لے کر نہیں گئے۔ ان طعنوں کو سن کر یا ارد گرد منافقین کو دیکھ کر خود ہی گھبرا کر حضرت علی نے اسلحہ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مدینہ سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر جُرُف مقام پر ہی مقیم تھے۔ حضرت علی نے اپنی فکر اور گھبراہٹ کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ آئے ہیں۔ میں طاقتور بھی ہوں، حیثیت بھی رکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی دلداری فرماتے ہوئے ایسا فقرہ فرمایا جو حضرت علی کی عظمت اور شان کو چار چاند لگا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

## ارشاد باری تعالیٰ

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ○

﴿سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ: 2﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

اَلَا تَرْضٰی أَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی إِلَّا أَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ

کہ اے علی! کیا تم خوش نہیں کہ تم میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے سوائے اس کے کہ تم میرے بعد نبی نہیں۔ یعنی حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ان کے پیچھے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ قائمقام تھے لیکن وہ تو نبی بھی تھے تم بھی میرے قائمقام ہو گے لیکن نبی نہیں ہو گے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوك وھی غزوۃ العسرۃ، حدیث 4416)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 472 دار السلام)

تبوک کے لیے مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی تیاری کے لیے ہر قسم کے ظاہری اسباب کرنے کے بعد دعا کی طرف متوجہ ہوئے اور تیاری کے آغاز سے لے کر تبوک کی طرف روانگی تک یہ دعا کرتے رہے: اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلَكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْأَرْضِ۔ اے خدایا! اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر اس روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

عجیب اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے غزوہ یعنی غزوۂ بدر کے موقع پر بھی اس دعا کا ذکر ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری غزوہ کے موقع پر بھی اس دعا کا ذکر ملتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 18 صفحہ 231-232 دار احیاء التراث العربی 2002ء) (کنز العمال جلد 7 جزء 13 صفحہ 18 حدیث: 36183 دار الکتب العلمیۃ 2004ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 434 دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

بہر حال شدید گرمی کے موسم میں لمبے سفر اور دیگر بہت سے مسائل اور منافقوں کے پراپیگنڈے کے باوجود تیس ہزار کی تعداد میں ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ اس میں دس ہزار گھڑسوار تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی بھی غزوہ کے لیے سب سے بڑا لشکر تھا۔ لشکر کی تعداد مختلف روایات میں مختلف بتائی گئی ہے۔ ایک روایت کے مطابق چالیس ہزار کا بھی قول ملتا ہے۔ ایک روایت میں لشکر کی تعداد ستر ہزار بھی ذکر کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار گھوڑے یا بعض کے نزدیک بارہ ہزار گھوڑے تھے۔

مؤرخین کا اتفاق تیس ہزار پر ہی ہے اور اکثر مؤرخین نے تیس ہزار کی روایت کو صحیح کہا ہے اور یہ ایک اندازہ ہے کیونکہ اس وقت مجاہدین کے شمار کے لیے کوئی رجسٹر یا ریکارڈ وغیرہ تو نہیں ہوتے تھے جیسا کہ بعد میں خلافت راشدہ میں یہ طریق جاری ہو گیا تھا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 185، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیۃ 2002ء)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 474 دار السلام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قبائل عرب کی ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لِوَاء یعنی چھوٹا جھنڈا یا رَأَیَۃ بڑا جھنڈا بنا لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکرؓ کو عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ حضرت زبیرؓ، حضرت اُسَیْدْ بِنْ حُضَیْرؓ، حضرت اَبُوْ دُجَانَہؓ یا بعض روایات کے مطابق حضرت حُبَابْ بِنْ مُنْذِرْؓ کو بھی جھنڈے عطا کیے گئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 125، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 186، غزوۃ تبوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 83 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 475 دار السلام)

اس وقت قافلوں میں نکلتے تھے تو کوئی نہ کوئی گائیڈ جو رستوں کا اچھی طرح واقف ہو وہ بھی رکھا جاتا تھا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر اس کے تقرر کے بارے میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبر کے طور پر عَلْقَمَہ بن فَغْوَاء خُزَاعِیْ اور اس کے والد کو منتخب فرمایا جو رستوں سے اچھی طرح واقف تھے اور جلد تر صحیح رستے سے لے جا سکتے تھے۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 84 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

حضرت کَعْبْ بِنْ مَالِكؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن نکلے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب من اراد غزوۃ فوری بغیرھا...... حدیث 2950)

عمومی دستور کے مطابق مدینہ سے کچھ فاصلے پر ثَنِیَّۃُ الْوَدَاعِ کے مقام پر لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے اور پھر جب ساری تیاری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ رئیس المنافقین عَبْدُاللہ بِنْ أُبَیّ بِنْ سَلُوْل بھی اپنے ایک آخری منافقانہ حربے کے طور پہ ایک لشکر لے کر ثَنِیَّۃُ الْوَدَاعِ کے نچلی طرف کوہ ذُبَابْ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور یہی تاثر دیے ہوئے تھا کہ جیسے وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ تبوک کے لیے تیار ہے لیکن جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا تو عَبْدُاللہ بِنْ أُبَیّ یہ کہہ کر اپنے لشکر سمیت یا کہا جاتا ہے کہ اس کا لشکر کافی بڑی تعداد میں تھا مدینہ واپس آ گیا کہ یہ مسلمان رومیوں کے ساتھ جنگ کو ایک کھیل سمجھ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آ گیا یہ کوئی کھیل تو نہیں ہے۔ رومی بہت بڑی حکومت ہے۔ اس نے یہ کہا کہ اتنی سخت گرمی اور ان حالات میں اتنا دور کا سفر کوئی سمجھداری کا کام نہیں۔ کہنے لگا میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو رومیوں کے ہاتھوں میں قیدی کے طور پر دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا اور مقصد یہ تھا کہ شاید مسلمانوں کا دل چھوٹا ہو جائے گا اور اس کے زعم میں شاید کچھ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن یہ ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد ہی لوٹا۔ اس نے جنگ احد میں بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اس وقت بھی یہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ کچھ دُور تک ساتھ گیا تھا اور پھر راستے میں اپنے تین سو ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا تھا جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد ایک ہزار تھی اور پھر سات سو باقی رہ گئے تھے اور یہ تو کافی بڑا لشکر تھا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 84، جلد 2 صفحہ 400-401 دار الکتب العلمیۃ 1996ء)

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 182، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

بہر حال یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ اس غزوہ میں ایک غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شامل ہونے کے لیے آ گیا۔ آپؐ کو جب یہ بات پتہ لگی تو آپؐ نے بغیر اجازت شامل ہونے والے غلام کو تنبیہ کی اور اس کی تفصیل میں وہاں لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع میں پڑاؤ کے دوران ایک مسلح غلام کو دیکھا جو اپنی مالکہ کی اجازت کے بغیر آیا تھا تو آپؐ نے اسے فرمایا کہ تم اپنی مالکہ کے پاس واپس چلے جاؤ۔ آپؐ نے اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ نہیں۔ اجازت نہیں لی۔ آپؐ نے کہا واپس چلے جاؤ اور فرمایا کہ ہمارے ساتھ لڑائی میں شریک مت ہونا۔ اگر تم جنگ میں قتل ہو گئے تو آگ میں جاؤ گے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 83-84 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

یعنی یہ جو امانت داری ہے اس کا بھی تقاضا یہی ہے کہ مالک سے اجازت لی جائے۔ بہر حال اس غزوہ کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بھی بیان کروں گا۔

کچھ مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا جنازہ بعد میں پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر ہے مکرم غلام محی الدین سلیمان صاحب۔ مربی سلسلہ انڈونیشیا۔ یہ گذشتہ دنوں ستاسٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ ان کے دادا حاجی دامیری صاحب نے 1932ء میں مولانا رحمت علی صاحب مرحوم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مرحوم مزید تعلیم کے حصول کے لیے ربوہ چلے گئے اور وہاں ان کو جامعہ ربوہ کی فصل خاص میں داخلہ مل گیا۔ جولائی 85ء میں یہ وہاں سے شہادت الاجانب کا امتحان پاس کر کے واپس انڈونیشیا آ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں انہوں نے پاس کیا تھا۔ آپؒ نے ان کا تقرر انڈونیشیا میں جکارتہ اور وہاں کے مختلف شہروں میں کیا اور علاقائی مبلغ کے طور پر یہ کام کرتے رہے۔ اسی طرح مرکزی کمیٹیوں کے بھی ممبر رہے۔ ان کا عرصہ خدمت کم و بیش چالیس سال ہے۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔ ان کے ایک بیٹے مصلح الدین احسان صاحب مربی سلسلہ ہیں اور وہ بھی وہیں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے بارے میں سب ملنے والوں اور عزیزوں نے ان باتوں کا اظہار کیا ہے کہ ایک مخلص، سادہ اور بے حد محبت کرنے والے انسان تھے۔ اپنی زندگی ہمیشہ خدمت دین، سلسلہ احمدیہ اور دوسروں کی بھلائی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کے اندر عاجزی، نرمی اور اصول پسندی نمایاں تھی۔ جو بھی آپ سے ملتا آپ کے خلوص اور سادہ مزاج سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ تعلیم و تربیت کے میدان میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ آپ نے ہمیشہ علم کے ساتھ اخلاق کو اہمیت دی اور ہر وقت اس بات کی فکر رہی کہ نئی نسل کو اچھے کردار اور ایمان کی بنیاد پر تیار کیا جائے۔ تبلیغ کے کام میں بھی آپ نے دل و جان سے حصہ لیا اور ہمیشہ اخلاص وقار اور محبت کے ساتھ اپنا پیغام پہنچایا۔ خلافت سے آپ کی گہری وابستگی تھی۔ آپ کی وفاداری مثالی تھی۔ ایک متوکّل علی اللہ انسان تھے۔ آخری ایام میں آپ نے بڑے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ بیماری میں بھی کوئی شکوہ زبان پہ نہیں لائے اور ہمیشہ شکر کے جذبات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ اور ذکر مکرم ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب کا ہے۔ یہ امیر ضلع ملتان بھی رہے ہیں اور پھر اس کے بعد نائب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ بھی رہے۔ یہ بھی گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے شامل ہیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد مکرم میاں محمد عمر سہگل صاحب مرحوم کے ذریعہ آئی تھی جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں احمدیت


ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

قبول کی تھی۔ یہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے میٹرک کے بعد وقف کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کیا اور آپ نے فرمایا کہ تعلیم حاصل کرو۔ بہرحال تعلیم حاصل کرنے کے لیے سائنس میں دلچسپی تھی اس وقت فضل عمر ریسرچ سینٹر بنانے کا پروگرام تھا تو انہوں نے پہلے وہاں سے ایم ایس سی کیمسٹری کی اور پھر یہاں یوکے سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی اور آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے ایک استاد نوبیل پرائز ونر بھی تھے۔ بہرحال جب یہ آ گئے تو فوری طور پر اس وقت تو انسٹیٹیوٹ نہیں بن سکا تھا اس لیے حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو وہاں نہیں لگایا اور یہ فارغ ہی تھے تو ان کے والد نے کہا کہ جب تک جماعت کو ضرورت نہیں ہے ان کو اجازت دیں کہ وہ میرے ساتھ کاروبار میں شریک ہو جائے۔ چنانچہ وہ اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے لیکن اس کے ساتھ ہی مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی بھی ان کو توفیق ملی۔ تقریباً چودہ پندرہ سال بطور امیر ضلع ملتان خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح فرقان فورس میں بھی شامل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں کلکتہ میں دو خاندانوں کا کوئی معاملہ تھا، لمبا جھگڑا تھا اور وہ ان کے عزیزوں میں سے بھی تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کمیشن بنا کے ان کو وہاں تحقیق کے لیے بھیجا اور انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے معاملہ طے کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان سے یہ اظہار کیا تھا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ رشتہ داری کا بھی خیال نہیں رکھیں گے اور بڑی ایمانداری سے فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر یہ یوگنڈا بھی گئے وہاں آئل مل نصب کرنی تھی۔ اپنی نگرانی میں وہاں آئل مل لگوائی اور اسی طرح افریقہ کے تین اَور مختلف ممالک میں اور ایک یورپین ملک میں بھی ان کو بعض ذمہ داریاں سپرد کی گئیں جو انہوں نے سرانجام دیں۔ ملتان میں ان کی edible آئل کی اپنی بھی بڑی آئل مِل تھی اور چاہے وہ اپنا بزنس ہی کرتے تھے لیکن یہ احساس ان پر ہمیشہ غالب رہا کہ میں واقف زندگی ہوں اور اپنی کاروباری مصروفیات کو بھی جماعتی کاموں پر قربان کر دیتے تھے۔

بہرحال 2003ء میں انہوں نے مجھے لکھا کہ اب میں وقف کرنا چاہتا ہوں۔ باقی زندگی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو وہاں تحریکِ جدید میں نائب وکیل التصنیف کے طور پر لگایا۔ پڑھے لکھے تھے۔ ان کی انگریزی بھی اچھی تھی۔ دینی علم بھی تھا تو یہ کام انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

ان کے بیٹے محمود سہگل صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک فعال، بامقصد اور عبادت گزار زندگی گزارنے کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے مضامین پر تدبر کرنا بھی آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ کی وفات پر افسوس کرنے والوں میں سے اکثر نے یہی کہا کہ آپ کے مزاج میں نرمی تھی۔ شفقت رکھنے والے اخلاص کے جذبہ سے سرشار تھے۔ محبت کرنے والے انسان تھے اور ان کا راہنمائی اور تربیت کا بہت پیارا انداز تھا۔ کہتے ہیں ہمیں بھی ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت کی تلقین کرتے اور اگر کوئی اصلاح طلب بات دیکھو بھی تو اپنی رائے صرف مناسب فورم پر دو۔ ہر جگہ باتیں نہ کیا کرو۔ اور ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تم لوگوں کو نہ دیکھو، عہدیداروں کی طرف نہ دیکھو تم نے خلیفہ وقت کی بیعت کی ہے بس یہ خیال رکھو کہ جو بات ہم نے کرنی ہے خلیفہ وقت سے کرنی ہے اور اس سے وفا کا عہد پورا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

تیسرا ذکر مکرمہ بشریٰ پرویز منہاس صاحبہ کا ہے جو پرویز منہاس صاحب یو ایس اے کی اہلیہ تھیں۔ یہ بھی گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چودھری فضل احمد صاحب سابق مینیجر کریم نگر اور نصرت آباد۔ وہاں کے جماعت کے جو فارم تھے یہ ان کے مینیجر تھے۔ یہ ان کی بیٹی تھیں اور شادی سے قبل بھی یہ حیدر آباد سندھ میں لجنہ میں کافی خدمات انجام دیتی رہیں۔ پھر راولپنڈی رہیں یہاں بھی ان کو خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اور وہاں حیدر آباد، پنڈی میں حلقہ کی یہ صدر لجنہ تھیں پھر خاوند کے ساتھ امریکہ چلی گئیں تو وہاں بھی اپنی مجلس میں نائب صدر کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، خلافت کی شیدائی، مہمان نواز، ملنسار، نافع الناس، غریب پرور، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ ان کا خلافت سے بڑا تعلق تھا۔ ہمیشہ خط لکھتی تھیں اور دعا کے لیے مجھے بھی لکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ کوئی اولاد نہیں تھی ان کی لیکن دوسروں کے بچوں پر بڑی شفقت کا سلوک کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴/نومبر ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

**تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ**
**بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ**

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

## صد شمائل ہوئے ہیں جلسے کے

(ابن عبد المجید)

صد شمائل ہوئے ہیں جلسے کے ❁ ہم تو گھائل ہوئے ہیں جلسے کے
حاضری بیسیوں ممالک کی ❁ سب ہی قائل ہوئے ہیں جلسے کے
صرف روحانیت کا ہے ماحول ❁ یہ فضائل ہوئے ہیں جلسے کے
نعمتیں ہر طرح کی وافر ہیں ❁ کیا وسائل ہوئے ہیں جلسے کے!
برکتیں، رحمتیں، ملاقاتیں ❁ سب خصائل ہوئے ہیں جلسے کے
چند تھے مبتدی مگر اب تو ❁ لاکھوں فاعل ہوئے ہیں جلسے کے
وہ تو ناکام ہی رہے ہیں جو ❁ رہ میں حائل ہوئے ہیں جلسے کے
”پاک استھان“ ہی میں کیوں آخر ❁ سب مسائل ہوئے ہیں جلسے کے؟
جلد دیکھیں گے رونقیں اک دن ❁ ہم بھی سائل ہوئے ہیں جلسے کے

## جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کبیرہ ضلع 24 پرگنہ زون A (ویسٹ بنگال)

جماعت احمدیہ کبیرہ ضلع 24 پرگنہ زون A میں مورخہ 02 November 2025 کو ایک جلسہ حسب منظوری انعقاد کیا گیا۔ یہ جلسہ مکرم عبد الودود صاحب ضلع امیر کی زیر صدارت قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ بعد نماز مغرب وعشاء شام 06 بجے شروع ہوا۔ اس جلسہ میں مرکزی نمائندہ کے طور پر مکرم مولانا مجاہد احمد شاستری صاحب موجود تھے۔ جلسہ میں منظور شدہ پانچ مقررین نے اپنے علم ومعرفت سے پر تقاریر پیش کیں۔ جلسے میں شاملین احباب جماعت نے ان تقاریر سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ اس جلسے میں خدمت خلق کے طور پر فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں گردونواح کے 152 احمدی اور غیر احمدی مرد وخواتین نے فائدہ اُٹھایا۔ علاوہ ازیں ایک بک سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ احباب جماعت نے اس سے بھی بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ اس جلسے میں 390 افراد شامل ہوئے۔ جلسے کے اختتام پر حاضرین جلسہ کے لئے رات کے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جلسے کی وجہ سے احباب جماعت اور آس پاس کے غیر احمدیوں پر اس کا اچھا اثر پڑا اور جماعت کی تعلیم وتربیت وتبلیغ کے کام میں بہتری پیدا ہوئی ہے اور غیر احمدیوں میں اس کا مثبت اثر پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو اسلام احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح مورخہ 03 نومبر کو جماعت احمدیہ ہوگلہ میں ایک تربیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں مکرم مجاہد احمد شاستری صاحب اور مکرم سجّاد احمد صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کبیرہ نے تقریر فرمائی۔ اس جلسہ میں تقریباً 70 مرد وخواتین نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سبھی شاملین جلسہ افراد کو بہتر رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

**جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے،**
**اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا**

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ✿ وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ✿ جو راز تھے بتائے نِعم العطا یہی ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

بقیہ تفسیر کبیر سے اقتباس از صفحہ نمبر 01

ہے اور پھر وہ اس میں سب سے زیادہ لذّت محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے خلاف آپ گواہی دے رہا ہے۔ ایک انسان کے ہاتھ ایک چیز کو پکڑتے ہیں اور وہ کہتا ہے مَیں نے فلاں چیز نہیں پکڑی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کہتا ہے تم نے فلاں چیز نہیں پکڑی۔ ایک چیز اس کی زبان چکھتی ہے لیکن وہ کہتا ہے مَیں نے فلاں چیز نہیں چکھی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی زبان سے کہتا ہے کہ تم نے فلاں چیز نہیں چکھی یا اس کے کان ایک بات سُنتے ہیں اور وہ اس کا انکار کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کانوں سے کہتا ہے کہ تم نے فلاں بات نہیں سُنی۔ اب یہ کتنی مضحکہ خیز اور عجیب بات ہے۔ مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور موقعہ آنے پر جھوٹ بول دیتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 580و583 مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

# سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

## اسلام کا عالمگیر مشن

بالآخر اسلام اس سوال کو لیتا ہے کہ گزشتہ نبیوں (یعنی حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور کرشن علیہم السلام وغیرہ) کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشن صرف اپنی قوم یعنی عربوں تک ہی محدود نہیں ہے اور نہ صرف کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ دنیا کی ساری قوموں کے لئے ہے اور سارے زمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ساری قوموں کی طرف یکساں توجہ دینی چاہئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا ۨالَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔

یعنی ’’اے نبی تو لوگوں سے کہہ دے کہ خدا نے مجھے تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ہاں وہی خدا جو اس کل کائنات یعنی آسمانوں اور زمین کا مالک وآقا ہے۔‘‘

اور اس ہدایت کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے عالمگیر مشن کے متعلق فرماتے ہیں:

اُعۡطِیۡتُ خَمۡسًا لَمۡ یُعۡطَھُنَّ اَحَدٌ قَبۡلِیۡ۔ نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِیۡرَۃَ شَھۡرٍ وَجُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِداً وَّطُھُوۡراً وَاُحِلَّتۡ لِیَ الۡغَنَائِمُ وَاُعۡطِیۡتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبۡعَثُ اِلٰی قَوۡمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثۡتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ بُعِثۡتُ اِلَی الۡاَحۡمَرِ وَالۡاَسۡوَدِ۔

یعنی مجھے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) مجھے ایک ماہ کی مسافت تک خداداد رعب عطا کیا گیا ہے (۲) میرے لئے تمام زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنائی گئی ہے (۳) میرے لئے جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت جائز قرار دیا گیا ہے (۴) مجھے شفاعت کا مقام عطا کیا گیا ہے اور (۵) مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر مجھے سب بنی نوع آدم کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور (ایک روایت میں یہ ہے کہ) میں اسود واحمر کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پانچوں خصوصیات اپنے اندر نہایت شاندار پہلو رکھتی ہیں مگر اس جگہ ہمارا تعلق صرف پانچویں خصوصیت کے ساتھ ہے جس میں نہایت واضح الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اور اسلام کا پیغام دنیا کی ساری قوموں کے واسطے ہے نہ کہ صرف کسی ایک قوم کے واسطے۔

## اسلام کی دائمی شریعت

پھر قرآنی شریعت کے دائمی اور ناقابل تنسیخ ہونے کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔

یعنی ’’اے لوگو میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی تمام نعمتوں کے دروازے کھول دئے اور میں نے تمہارے واسطے اسلام کا دین پسند کیا ہے۔‘‘

روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ بعض یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ لوگوں پر ایک ایسی آیت (یعنی یہی اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ ......والی آیت) اُتری ہے کہ اگر وہ ہم پر اترتی تو ہم اس دن کو اپنے واسطے عید بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہمارے لئے تو خدا نے اسے عید بنا رکھا ہے کیونکہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حج کے مقدس موقع پر اور عرفہ کے متبرک مقام میں نازل ہوئی تھی جبکہ اس کے بعد کا دن عید الاضحیٰ کا دن تھا اور مجھے یہ ساری تفصیل یاد ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

اِنِّیۡ آخِرُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَ مَسۡجِدِیۡ ھٰذَا اٰخِرُ الۡمَسَاجِدِ۔

یعنی ’’میں آخری نبی ہوں (میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو میرے دور نبوت کو منسوخ کر دے) اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے (جس کے بعد کوئی ایسی عبادت گاہ نہیں ہو سکتی جو میری مسجد کو منسوخ کر کے نیا طریق عبادت جاری کر دے۔‘‘)

یاد رکھنا چاہئے کہ الفاظ ’’میری یہ مسجد آخری مسجد ہے‘‘ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میری اس مسجد کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے خلفاء نے بہت سے مسجدیں بنائیں اور آج تک اسلامی ممالک میں لاکھوں کروڑوں مسجدیں بنتی چلی آئی ہیں۔ پس مراد یہ ہے کہ آئندہ میری مسجد کے مقابل پر کوئی مسجد نہیں بنے گی بلکہ جو سچی مسجد بھی ہوگی وہ لازماً میری مسجد کی نقل اور ظل ہوگی۔

اور اسی حقیقت کو ایک اور لطیف رنگ میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیۡنِ۔

یعنی ’’میں اور قیامت اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں کہ جس طرح میری یہ دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں (اور یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کر دیں۔‘‘)

اس لطیف حدیث کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میری وفات کے معاً بعد قیامت آجائے گی۔ کیونکہ یہ بات نہ صرف واقعات بلکہ آپؐ کی بعثت کی غرض وغایت کے بھی خلاف ہے کہ آپؐ کے معاً بعد قیامت آجاوے۔ پس اس حدیث میں بھی یقیناً یہی اشارہ کرنا مقصود ہے کہ میرا دور شریعت قیامت تک چلے گا اور میرے بعد کوئی اور شریعت نہیں آئے گی جو میری شریعت کو منسوخ کر کے ایک نیا دور شروع کر دے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خداداد مشن مکانی لحاظ سے وسیع اور غیر محدود ہے اور دنیا کی کوئی قوم آپؐ کی دعوت سے باہر نہیں اسی طرح زمانی لحاظ سے بھی آپ کا مشن کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک وسیع اور غیر محدود ہے۔ اس تمہیدی نوٹ کے بعد جو اسلام کے تبلیغی نظریہ کی وضاحت کے لئے ضروری تھا ہم اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 795 تا 797، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

# عقد نکاح (منگنی)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔ (ترمذی کتاب النکاح-باب فی النظر الی المخطوبۃ)

اس اجازت کو بھی آجکل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں...... گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آکر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات وعادات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتا لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ اور اگر اچھی باتیں ہیں تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔ دوسرے لوگ بعض دفعہ ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کا رشتہ ہو گیا ہے تو اس کو تڑوانے کی کوشش کریں۔ ان کو آمنے سامنے سے موقع نہیں ملے گا۔ ایک دوسرے کی حرکات دیکھنے سے کیونکہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے۔ بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا اور اسی پر عمل ہونا چاہئے اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہوگا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 935-934)

(شعبہ رشتہ ناطہ نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان)

❀❀❀

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے ✿ ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ✿ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

## ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا‘‘

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

# تذکارِ مہدی

## سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے حق میں دعائیں

دوسرا انشراح مجھے اِس وقت پیدا ہوا جب دُرِّثمین سے وہ نظم پڑھی گئی جو آمین کہلاتی ہے۔ اِس کو سُن کر مجھے خیال آیا کہ یہ تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے جو اِس میں بیان کی گئی ہے اور اِس کا منانا اس اِس لحاظ سے نہیں کہ یہ میری پچیس سالہ خلافت کے شکریہ کا اظہار ہے بلکہ اِس لئے کہ خدا تعالیٰ کی بات کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے نامناسب نہیں اور اِس خوشی میں مَیں بھی شریک ہوسکتا ہوں اور مَیں نے سمجھا کہ گو اپنی ذات کے لئے اِس کے منائے جانے کے متعلق مجھے انشراح نہ تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لحاظ سے انشراح ہوگیا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کے متعلق فرمایا تھا کہ مَیں نے دیکھا ہے اِس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کڑے ہیں۔ چنانچہ جب ایران فتح ہوا اور وہ کڑے جو کسریٰ دربار کے موقع پر پہنا کرتا تھا غنیمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے اِس صحابی کو بُلایا اور باوجودیکہ اِسلام میں مردوں کے لئے سونا پہننا ممنوع ہے آپؓ نے اِسے فرمایا کہ یہ کڑے پہنو۔ حالانکہ خلفاء کا کام قیامِ شریعت ہوتا ہے نہ کہ اِسے مٹانا مگر جب اِس صحابیؓ نے یہ کہا کہ سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ پہنو۔ ورنہ میں کوڑے لگاؤں گا۔ اِسی طرح میں نے یہ خیال کیا کہ گو یہ کڑے مجھے ہی پہنائے گئے ہیں مگر چونکہ اِس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اِس لئے اِس کے منانے میں کوئی حرج نہیں اور اِس لئے میرے دل میں جو انقباض تھا وہ دُور ہوگیا اور میری نظریں اِس مجلس سے اُٹھ کر خدا تعالیٰ کی طرف چلی گئیں اور مَیں نے کہا ہمارا خدا بھی کیسا سچا خدا ہے۔ مجھے یاد آیا کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس وقت میری ہستی ہی کیا تھی پھر وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب ہمارے نانا جانؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت کی کہ آپؑ کو پتہ ہی نہیں یہ لڑکا کیسا نالائق ہے پڑھتا لکھتا کچھ نہیں اس کا خط کیسا خراب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے بلایا۔ مَیں ڈرتا اور کانپتا ہوا گیا کہ پتہ نہیں یہ کیا فرمائیں گے۔ آپ نے مجھے ایک خط دیا کہ اِسے نقل کرو۔ مَیں نے وہ نقل کرکے دیا تو آپؑ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو جج کے طور پر بلایا اور فرمایا۔ میر صاحبؓ نے شکایت کی ہے کہ یہ پڑھتا لکھتا نہیں اور کہ اِس کا خط بہت خراب ہے۔ مَیں نے اِس کا امتحان لیا ہے آپؓ بتائیں کیا رائے ہے؟ لیکن جیسا امتحان لینے والا نرم دل تھا ویسا ہی پاس کرنے والا بھی تھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے عرض کیا کہ حضور! میرے خیال میں تو اچھا لکھا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ہاں اس کا خط کچھ میرے خط سے مِلتا جُلتا ہی ہے اور بس ہم پاس ہوگئے۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو اَب پیغامیوں میں شامل ہیں ہمارے اُستاد تھے اور حساب پڑھایا کرتے تھے جس سے مجھے نفرت تھی۔ میری دماغی کیفیت کچھ ایسی تھی جو غالباً میری صحت کی خرابی کا نتیجہ تھا کہ مجھے حساب نہیں آتا تھا ورنہ اَب تو اچھا آتا ہے۔ ماسٹر صاحبؓ ایک دن بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ میں تمہاری شکایت کروں گا کہ تم حساب نہیں پڑھتے اور جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہہ بھی دیا۔ میں بھی چُپ کرکے کمرہ میں کھڑا رہا۔ حضورؑ نے ماسٹر صاحبؓ کی شکایت سُن کر فرمایا کہ اس نے دین کا کام ہی کرنا ہے اِس نے کونسی کسی دفتر میں نوکری کرنی ہے۔ مسلمانوں کے لئے جمع تفریق کا جاننا ہی کافی ہے۔ وہ اِسے آتا ہے یا نہیں؟ ماسٹر صاحب نے کہا وہ تو آتا ہے۔ اس سے پہلے تو مَیں حساب کی گھنٹیوں میں بیٹھتا اور سمجھنے کی کوشش کرتا تھا مگر اس کے بعد مَیں نے وہ بھی چھوڑ دیا اور خیال کرلیا کہ حساب جتنا آنا چاہیئے تھا مجھے آگیا تو یہ میری حالت تھی جب یہ آمین لکھی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اِسے دین کی خدمت کی توفیق عطا کر۔ دُنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ سب بی۔ اے اور ایم۔ اے لائق نہیں ہوتے۔ لیکن جو لوگ لائق ہوتے ہیں وہ انہی میں سے ہوتے ہیں۔ سارے وکیل لائق نہیں ہوتے مگر جو ہوتے ہیں وہ انہی میں سے ہوتے ہیں۔ سب ڈاکٹر خدا تعالیٰ کی صفتِ شافی کے مظہر نہیں ہوتے مگر بہترین ڈاکٹر انہی میں سے ہوتے ہیں جنہوں نے ڈاکٹری کے امتحان پاس کیئے ہوں۔ ہر زمیندار مٹی سے سونا نہیں بنا سکتا مگر جو بناتے ہیں وہ انہی میں سے ہوتے ہیں ترکھانوں میں سے نہیں۔ ہر ترکھان اچھی عمارت نہیں بنا سکتا مگر جو بناتے ہیں وہ ترکھانوں میں سے ہی ہوتے ہیں لوہاروں میں سے نہیں۔ پھر ہر انجینئر ماہرِ فن نہیں مگر جو ہوتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ ہر معمار دہلی اور لاہور کی شاہی مساجد اور تاج محل نہیں بنا سکتا مگر اِن کے بنانے والے بھی معماروں میں سے ہی ہوتے ہیں کپڑا بُننے والوں میں سے نہیں ہوتے۔ پس ہر فن کا جاننے والا ماہر نہیں ہوتا مگر جو ماہر نکلتے ہیں وہ اِنہی مین سے ہوتے ہیں۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعا کی اُس وقت مَیں ظاہری حالات کے لحاظ سے اپنے اندر کوئی بھی اہلیت نہ رکھتا تھا لیکن اِس وقت اِس آمین کو سُن کر مَیں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کی دعائیں سُن لیں۔ جب یہ دعائیں کی گئیں مَیں معمولی رِیڈریں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا مگر اَب خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ مَیں کسی علم کی کیوں نہ ہو انگریزی کی مشکل سے مشکل کتاب پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور گو مَیں انگریزی لکھ نہیں سکتا مگر بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس شُدہ لوگوں کی غلطیاں خوب نکال لیتا ہوں۔ دینی علوم میں مَیں نے قرآن کریم کا ترجمہ حضرت خلیفہ اوّلؓ سے پڑھا ہے اور اِس طرح پڑھا ہے کہ اَور کوئی اِس طرح پڑھے تو کچھ بھی نہ سیکھ سکے۔ پہلے تو ایک ماہ میں آپ نے مجھے دو تین سیپارے آہستہ آہستہ پڑھائے اور پھر فرمایا میاں! آپ بیمار رہتے ہیں میری اپنی صحت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ آؤ کیوں نہ ختم کردیں اور مہینہ بھر میں سارا قرآن کریم مجھے ختم کرادیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تھا پھر کچھ اُن کی نیت اور کچھ میری نیت ایسی مبارک گھڑی میں مِلیں کہ وہ تعلیم ایک ایسا بیج ثابت ہوا جو برابر بڑھتا جارہا ہے۔ اِس طرح بخاری آپؓ نے مجھے تین ماہ میں پڑھائی اور ایسی جلدی جلدی پڑھاتے کہ باہر کے بعض دوست کہتے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اگر کوئی سوال کرتا تو آپؓ فرماتے پڑھتے جاؤ اللہ تعالیٰ خود سب کچھ سمجھا دے گا۔ حافظ روشن علیؓ مرحوم کو کُریدنے کی بہت عادت تھی اور اُن کا دماغ بھی منطقی تھا۔ وہ درس میں شامل تو نہیں تھے مگر جب مجھے پڑھتے دیکھا تو آکر بیٹھنے لگے اور سوالات دریافت کرتے۔ اُن کو دیکھ کر مجھے بھی جوش آیا اور مَیں نے اِسی طرح سوالات پوچھنے شروع کردیئے۔ ایک دو دن تو آپؓ نے جواب دیا اور پھر فرمایا تم بھی حافظ صاحب کی نقل کرنے لگے ہو مجھے جو کچھ آتا ہے وہ خود بتادوں گا بخل نہیں کروں گا اور باقی اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا اور میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ فائدہ مجھے اِسی نصیحت نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا۔ یہ ایک کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ میرے ہاتھ آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا سمجھایا کہ میں غرور تو نہیں کرتا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے کہ میں کوئی کتاب یا کوئی تفسیر پڑھ کر مرعوب نہیں ہوتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کچھ مجھے ملا ہے اُن کو نہیں ملا۔ بیس بیس جلدوں کی تفسیریں ہیں مگر مَیں نے کبھی اِن کو بِالاستیعاب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور اِن کے مطالعہ میں مجھے کبھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کے چھوٹے سے لفظ میں ایسے مطالب سکھا دیتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں مَیں اِن کتابوں کے مطالعہ میں کیوں وقت ضائع کروں اور کبھی کوئی مسئلہ وغیرہ دیکھنے کے لئے کبھی ان کو دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اِس مقام سے بہت دُور کھڑے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور یہ سب اس کا فضل ہے ورنہ بظاہر میں نے دنیا میں کوئی علم حاصل نہیں کیا حتّٰی کہ اپنی زبان تک بھی صحیح نہیں سیکھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول کرکے اس نے مجھے ایک ایسا گُر بتا دیا کہ جس سے مجھے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت حاصل ہوجاتی ہے۔ مَیں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ مَیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہتھیار کی مانند ہوں اور مَیں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی چیز چاہیئے اور اُس نے مجھے نہ دی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ اِس سے ہر اندھیرا دُور رہو۔ دشمنوں کی طرف سے مجھ پر کئی حملے کیئے گئے، اعتراضات کیئے گئے اور کہا کہ ہم خلافت کو مٹادیں گے اور یہی وہ اندھیرا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے دُور کردیا اور خلافت جوبلی کی تقریب منانے کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ اِس وقت یہ نظم سُن کر دُور ہوگیا اور میں نے سمجھا کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اظہار ہورہا ہے۔ دشمنوں نے کہا کہ ہم جماعت کو پِھرا لیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اور بھی زیادہ لوگوں کو لائیں گے اور جب ہم روشن کرنا چاہیں تو کوئی اندھیرا نہیں کرسکتا۔ اور اِس طرح اِس تقریب کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ یہ نظارہ دیکھ کر دُور ہوگیا ورنہ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میری طرف یہ تقریب منسوب ہو مگر ہمارے سب کام اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں اور اِس کے ذریعہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی ہیں اِس لئے اس کے منانے میں کوئی حرج نہیں۔

(تقریر بجواب ایڈریس ہائے جماعت ہائے احمدیہ،
انوار العلوم جلد 15 صفحہ 429 تا 433)

(تذکار مہدی صفحہ 133 تا 137، ایڈیشن 2020، یوکے)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے“

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

## مجلسِ عرفان

# دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہو تو مقدم اسی وقت ہو سکتا ہے جب پتہ ہو کہ دین ہے کیا؟

## نیشنل عاملہ، مقامی عاملہ، زعماء اپنے نمونے قائم کریں

## ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا کہ تم تبلیغ کرو ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہم اپنا کام کئے جائیں

## تاریخ اسلام پر مشتمل موجودہ خطبات کی اہمیت کا ایمان افروز تذکرہ

## نیشنل مجلس عاملہ، زعمائے مجالس اور ریجنل ناظمین مجلس انصاراللہ بیلجیم سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات

مؤرخہ 20/اکتوبر 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلسِ عاملہ، زعمائے مجالس اور ریجنل ناظمین مجلس انصاراللہ بیلجیم کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ ممبران عاملہ نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے بیلجیم سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں تشریف لا کر شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا نیز استفسار فرمایا کہ کیا یہ عاملہ ہے؟ اور آپ یہاں کس غرض سے آئے ہیں؟

صدر صاحب نے عرض کیا کہ یہ مجلس انصاراللہ بیلجیم کی عاملہ ہے اور اس کے ساتھ مختلف مجالس کے زعماء اور ریجنل ناظمین بھی موجود ہیں، اور ہم اپنے فرائض کے بارے میں راہنمائی لینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز دعا سے ہوا جس کے بعد حاضرین کو حضورِانور کی خدمت میں اپنا تعارف پیش کرنے نیز اپنے متعلقہ شعبہ جات کے حوالے سے قیمتی راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضورِانور نے شرکاء کو مجلس انصاراللہ کے مقاصد کی روشنی میں تنظیمی ہدایات اور دستورِ اساسی کی پابندی کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ عاملہ ممبران کو چاہیے کہ جو دستورِ اساسی میں لکھا ہوا ہے اس کے مطابق کام کریں۔ جو لائحۂ عمل بناتے ہیں اس کے مطابق عمل کریں۔ عاجزی پیدا کریں اور تعاون اور تقویٰ سے کام لیں۔ جماعتی نظام سے بھی تعاون کریں۔ آپس میں بھی محبّت اور پیار کریں۔ اور یہی چیز ہے جو ایک احمدی میں ہونی چاہیے اور یہی چیز ہے جس کے لیے انصاراللہ بنائی گئی تھی۔

حضورِانور نے امسال مجلس انصار اللہ یوکے کے نیشنل اجتماع کے موقع پر اپنے فرمودہ خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے یاددلایا کہ مَیں نے پچھلے دنوں تقریر کی تھی کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ، ہم اللہ کے مددگار ہیں، کا نعرہ لگاتے ہیں تو پھر حقیقی مددگار بن کر بھی دکھائیں۔ یہی چیز ہے جو انصار کو چاہیے، اس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، بچے تو ہیں نہیں جہاں آپ کو انگلی پکڑ کر چلانا ہے۔ جو جاگ رہا ہے پہلے ہی، آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، مچلا بنا ہوا ہے، اس کو تو نہیں جگایا جا سکتا۔ مچلے نہ بنیں۔ اگر حقیقت میں سوئے ہوئے ہیں تو پھر تو آپ کو ہلایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے بھی گائیڈ لائن ہے۔

حضورِانور نے اسی تناظر میں شاملینِ مجلس سے مزید دریافت فرمایا کہ پچھلے دنوں مَیں نے انصاراللہ یوکے، کے اجتماع پر جو تقریر کی تھی وہ آپ نے سن لی تھی؟ تمام شاملینِ مجلس نے اس پر اثبات میں جواب دیا تو آپ نے تاکید فرمائی کہ بس پھر وہی آپ کا لائحۂ عمل ہے۔

اسی طرح حضورِانور نے انصاراللہ کو اپنی اصلاح کی طرف خود توجہ دینے کی بابت فرمایا کہ بچوں کو تو مَیں سمجھاؤں، بڈّھوں کو مَیں کیا سمجھاؤں جن کی سفید داڑھیاں ہوگئی ہیں، ان کو تو خود اپنی فکر کرنی چاہیے۔

اس کے بعد قائد تعلیم نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ انصاراللہ کے لیے جو لٹریچر مقرر کیا جاتا ہے، اس میں کوئی مخصوص کتاب شامل ہوتی ہے اور اس کا ایک پرچہ بھی ہوتا ہے، جسے حل کروانا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن دوست اس کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی مقررہ کتاب یا عمومی جماعتی لٹریچر کو پڑھنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں راہنمائی فرمائیں کہ ہم ان میں جماعتی لٹریچر کے مطالعے کا شوق کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے اس پر ہدایت فرمائی کہ اگر دلچسپی نہیں لیتے تو پہلے ان میں دلچسپی پیدا کریں۔ شعبہ تربیت پہلے ان میں روح پیدا کرے کہ بیلجیم میں آگئے، مغربی ممالک میں آگئے تو دنیا کمانا مقصد نہ بناؤ۔ **دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کرتے ہو تو دین تو مقدّم اسی وقت ہو سکتا ہے جب پتا ہو کہ دین ہے کیا؟** اور دین کا پتا کرنے کے لیے کہ کیا ہے، اس کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے، نمازیں پڑھ کے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کہ ہمیں دین سکھائے، وہاں دین کی تعلیم حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور قرآنِ کریم اس کے لیے بنیادی چیز ہے۔ اس لیے قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کُتب ہیں جو اس کی تشریح ہیں۔

تو لوگوں کو تربیت کا شعبہ بتائے اور آپ بھی جب ان کو کوئی کتاب پڑھنے کے لیے دیتے ہیں تو ان کو کہیں کہ تم لوگ یہ پڑھو، یہ ضروری ہے، اس کی طرف توجہ کرو، یہی چیز ہے جو ہمیں مقدّم ہونی چاہیے اور ہم اس کا عہد کرتے ہیں اور اپنے عہدوں کو ہمیں پورا کرنا چاہیے۔ لہٰذا اپنے تربیت کے شعبہ کے ساتھ collaborate کرکے، آپس میں مل کے اور معیّن پروگرام بنا کے تو پھر اس کی طرف توجہ دلائیں۔

حضورِانور نے آغاز میں اپنی فرمودہ نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ مَیں نے تو یہی کہا ہے کہ سوئے ہوئے کو تو جگایا جا سکتا ہے، جاگتے کو کون جگائے؟ بڈّھی عمر میں تو پہنچ کر آپ پہلے ہی جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اور جو سوئے ہوئے ہیں ان کو جگائیں، ان کو پیار سے اور اپنی مثالیں قائم کرکے بتائیں کہ دین کیا ہے۔

حضورِانور نے اپنے نمونے قائم کرنے اور ذاتی اصلاح کی بابت مزید توجہ دلائی کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کی نیشنل عاملہ اور مقامی مجالس کے عاملہ ممبران مل کر اپنی اصلاح کرلیں اور اس طرف توجہ دیں کہ ہم نے دین سیکھنا ہے اور اس کے لیے ہمیں کتابیں بھی پڑھنی چاہئیں، قرآن کریم بھی پڑھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگنی چاہیے، تو تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

آپ کے پچاس فیصد لوگ تو اسی طرح cover ہو جائیں گے۔ اگر عاملہ کے ممبران، نائبین یا جو کسی بھی رنگ میں خدمت کر رہے ہیں ان کو یہ توجہ پیدا ہو جائے، پہلے دوسروں کو دیکھنے کی بجائے اپنے نمونے قائم کرلیں۔ **نیشنل عاملہ اپنا نمونہ قائم کرے، مقامی عاملہ اپنے نمونے قائم کرے، زعماء اپنے نمونے قائم کریں، تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔** اس لیے آپ لوگوں کے پیچھے نہ جایا کریں، جن کے پاس کچھ نہیں، پہلے اپنی اصلاح دیکھیں۔ اپنی عاملہ کے ممبران کتنے ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں استثنا حاصل ہو گیا، ہمارا دین کا علم بہت ہو گیا۔

انصار ہونے کے باوجود مجھے پتا ہے کہ بہت سارے ایسے ہیں جو کہ پانچ نمازیں پوری نہیں پڑھتے، جو باقاعدہ قرآن کریم نہیں پڑھتے، تلاوت نہیں کرتے، جو روزانہ ایک آدھ پیرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا نہیں پڑھتے۔ تو جب خود ہم عمل نہیں کرتے تو دوسروں کو کیا کہیں گے؟ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ جو تم خود نہیں کرتے وہ دوسروں کو نہ کہو۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف: 3)، وہ بات دوسروں کو کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کر رہے؟

مزید برآں حضورِانور نے تمام شاملینِ مجلس کی جانب اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ یہ جو سارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کرلیں تو باقیوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور قرآن کریم کا جو حکم ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ: 3)، نیکی اور تقویٰ میں جو تعاون ہے اس میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ جماعت میں یہ روح پھونک دیں کہ تعاون ہم نے کرنا ہے۔ یہ چیز پیدا ہو جائے گی تو باقی خود بخود آ جائیں گی۔

حضورِانور نے شعبہ تربیت کے فعّال ہونے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ **تربیت کا شعبہ فعّال ہو جائے گا تو تعلیم کا شعبہ بھی فعّال ہو جائے گا، مال کا شعبہ بھی فعّال ہو جائے گا، امورِ عامہ کے شعبہ کو بھی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی، تبلیغ کے میدان میں بھی آپ کو آسانیاں پیدا ہو جائیں گی** کیونکہ خود لوگوں کو شوق ہو گا۔ اور جب تک کسی میں شوق نہ ہو تو اس وقت تک کسی سے زبردستی کام نہیں لیا جا سکتا، تو وہ شوق پیدا کرنے کی ضرورت ہے، وہ شوق پیدا کر دیں تو سب ٹھیک ہے۔ اب ہر ایک کا مزاج مختلف ہے، ہر ایک کے مزاج کے مطابق آپ کو دیکھنا ہو گا، ایک ہی پروگرام بنا لیا اور اُسی لاٹھی سے سب کو ہانکتے رہیں، یہ درست نہیں ہو گا۔

حضورِانور نے صفِ اوّل اور صفِ دوم کے حوالے سے علیحدہ پروگرام بنانے کی جانب توجہ دلائی کہ جو چالیس سال سے پچپن سال تک کے انصار ہیں، اسی لیے ان کی صفِ دوم بنائی گئی تھی، ان کے لیے علیحدہ پروگرام بنائیں، انہیں بتائیں، ان کے دماغ ابھی تازہ ہیں، کچھ نہ کچھ یادداشت ان کی بہتر ہے۔ جب ساٹھ سال سے اوپر چلے جاتے ہیں تو یادداشتیں کمزور ہو جاتی ہیں، تو اِن کے لیے کچھ اَور پروگرام بنانا ہے کہ ان کو کس طرح یاد کرانا ہے؟ تو ہر ایک کو مختلف لحاظ سے treat کرنا ہے۔ سختی سے نہیں، نرمی اور پیار سے ہر ایک سے بات کریں، دوستانہ ماحول بنائیں، آپس میں اس طرح رہیں جس طرح ایک سوسائٹی ہوتی ہے۔

عہدیداروں کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم عہدیدار ہیں، بطورِ افسر ہم نے بات کر دی ہے تو اگلے نے ماننی ہے، یا کسی نے اختلافِ رائے کیا تو اس کا ہم نے برا منا لینا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں مَیں نے خطبے میں بھی ذکر کیا تھا، پرسوں ہی کیا تھا، کہ اختلافِ رائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ایک اچھی بات ہے۔ یہ ترقی کی علامت ہے۔ اختلافِ رائے ہونا چاہیے۔ لیکن اختلافِ رائے کو ذاتی انا

والی بات نہیں بنالینا چاہیے۔ اگر سمجھ آ جائے تو اس کے لیے اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ تو جس سے اختلاف ہے اس کو بھی چاہیے، افسران کو، صدر صاحب کو بھی، باقیوں کو بھی، قائدین کو بھی، ناظمین کو بھی، زعماء کو بھی کہ لوگوں کو پیار سے سمجھائیں۔ اختلافِ رائے ہے تو ان کو دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کریں، اگر ان کی دلیل اچھی ہے، تو بغیر کسی اَنا کو سامنے رکھے اس کو مان لیں۔

حضورِانور نے مسائل کے حل کے لیے باہمی گفت و شنید اور مل بیٹھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ یہ چیزیں تو آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر مل بیٹھ کے آپ نے حل نہیں نکالنا تو پھر ڈکٹیٹر شپ تو یہاں ہے کوئی نہیں۔ پھر دوسرا کہے گا کہ تم کون اور مَیں کون؟ اگر کسی نے بیعت کی ہوئی ہے تو وہ کہے گا کہ مَیں نے تمہاری بیعت نہیں کی، مَیں نے تو مسیح موعودؑ کو مانا ہے، مَیں نے خلیفہ سے بیعت کی ہوئی ہے، تم کون ہو؟

حضورِانور نے فرمایا کہ **آپ کو بتانا پڑے گا کہ ہم اس نظام کا حصّہ ہیں، ہم تمہارے بھائی ہیں، ہم تمہارے ہمدرد ہیں اور ہمیں نظام، خلافت کی طرف سے ہی ملا ہوا ہے، جس کی ہم پابندی کروانا چاہتے ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہے۔** اور ہمارا مقصد ہے تو یہ ہے کہ جو جماعتی پلان ہے، خلیفۂ وقت کا منصوبہ ہے، جو خلیفۂ وقت کی ہدایات ہیں، جو حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی ہمیں تعلیم دی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں بھیجی ہے، ہم اس پر عمل کرنے والے بنیں۔ آپ انصار میں یہ روح پیدا کر دیں تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جہاں افسر بن کے رہیں گے وہاں سب کچھ خراب ہو جائے گا۔

صدر صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ عاجزی دکھائیں۔ قائدین کو بھی چاہیے کہ عاجزی دکھائیں۔ زعماء کو بھی چاہیے کہ عاجزی دکھائیں اور یہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً فرمایا تھا اور مَیں بھی ہمیشہ ہر جگہ بار بار کہتا ہوں کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 675، ایڈیشن 2023ء) وہ عاجزانہ راہیں اختیار کریں گے تو کامیابیاں ملیں گی۔ نہیں تو آپ جتنا مرضی زور لگالیں، آپ کی نہ اتنی طاقت ہے اور نہ آپ کا اتنا علم ہے اور نہ اتنے اختیارات ہیں کہ آپ اپنے زور سے کچھ کرسکیں۔ جو ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہونا ہے۔ اس لیے اللہ کے فضل کو حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں کے لیے روزانہ دعا بھی کیا کریں۔ ایک آدھ سجدہ تو کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انصار عطا فرمائے جو تعاون کرنے والے ہوں اور حقیقت میں انصار اللہ ہوں، نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے ہوں۔

ان قیمتی نصائح کے اختتام پر حضورِانور نے فرمایا کہ تو آپ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مَیں نے تربیت کے شعبہ، شعبہ مال اور دیگر تمام متعلقہ ذمہ داران کو بھی توجہ دلا دی ہے۔

پھر صدر صاحب مجلس نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ انصار اللہ کو نمازوں میں بہتری پیدا کرنے کی ترغیب کیسے دلائی جاسکتی ہے؟

اس پر حضورِانور نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ مَیں نے یہی تو بتایا ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں۔ دعا کریں۔ ان کے لیے نفل پڑھیں۔ ان کے لیے خاص طور پر دو سجدے کریں اور ان کو بتائیں کہ نماز کی اہمیت کیا ہے؟

قرآنِ کریم کی آیات ہیں، ان کو نکال نکال کے ہر ہفتے ایک آیت سرکلر کر کے، میسج کر کے، **آجکل ہر ایک کے پاس وائس ایپ (WhatsApp) ہوتا ہے، اس میں بھیج دیں۔ ایک حدیث، نماز کی اہمیت کے بارے میں ہے، وہ نکال کے ہر ہفتے بھیج دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس ہے، وہ نکال کے بھیج دیا۔ خلفاء کے فرمودات ہیں، کوئی نہ کوئی quote نکال کے بھیج دیا۔ ہر ہفتے اس طرح اگر آپ باقاعدگی سے ایک میسج بھیجتے رہیں، نیا نیا میسج آتا رہے، تو سال کے باون ہفتوں میں قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات پر مبنی باون میسج چلے جائیں گے۔ وہ جب چلے جائیں گے تو کسی نہ کسی پر تو اس کا اثر ہوگا۔**

ہمیں تو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذَکِّرۡ کا حکم ہوا، اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ (الغاشیہ:۲۲) کہ تم تو نصیحت کرنے والے ہو، نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ لَسۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ (الغاشیہ:23)، تم ان پر داروغہ نہیں بنائے گئے۔ آپ داروغہ نہیں ہیں، ڈنڈے کے زور سے آپ کہہ دیں کہ مَیں کسی کو قائل کر لوں گا۔ ہاں! پیار سے، محبّت سے سمجھائیں، اپنی مثالیں قائم کریں، ان کے لیے دعا کریں تو ٹھیک ہو جائے گا۔

نائب صدر صاحب نے راہنمائی طلب کی کہ عرفانِ الٰہی کس طرح حاصل ہوسکتا ہے اور ہمیں کیسے پتا لگے گا کہ واقعی عرفانِ الٰہی حاصل ہوا ہے کہ نہیں؟

اس پر حضورِانور نے توجہ دلائی کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ بتا دے تو آپ وہیں رک جائیں گے۔ وہیں آپ بریک لگا دیں گے کہ ہمیں عرفانِ الٰہی حاصل ہو گیا، ہم بزرگ بن گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بندہ ان کے پاس آیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا پیر سمجھتا تھا کہ مَیں عرفانِ الٰہی کے بڑے اعلیٰ معیار تک پہنچا ہوا ہوں، نمازیں وغیرہ بھی اس نے پڑھنی چھوڑ دیں، اس لیے کہ مَیں اللہ کے قریب پہنچ گیا ہوں، مجھے اب کسی چیز کی کیا ضرورت ہے؟

تو حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اسے سمجھایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعا کرتے رہو۔ عرفان حاصل کرنے کے لیے اس کا علم، اس کی طاقتیں اور اس کی معرفت لامحدود ہیں۔ جب وہ لامحدود ہیں تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مَیں نے یہاں پہنچ کے وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے۔

اس شخص نے مثال دی کہ اگر ایک شخص کشتی پر بیٹھا جا رہا ہو اور وہاں آگے خشک زمین آ جائے یا جزیرہ آ جائے یا ایک جگہ آ جائے جہاں اسے اُترنا ہے، تو وہاں اس جزیرے پر وہ نہ اُترے، تو اسے آپ بے وقوف نہیں کہیں گے؟ جہاں پہنچنا تھا اسے، وہ وہاں پہنچ گیا؟ تو حضرت مصلح موعودؓ نے اسے کہا کہ تم جسے خشک زمین سمجھے ہو، اگر وہ تمہاری نظر کا دھوکا ہو اَور تم وہاں کشتی سے اُترو اور تمہارا اگلا پاؤں پڑے اور ایک دَم گہرا پانی آ جائے تو وہیں تم ڈوب جاؤ گے۔ عقلمندی تو یہ ہے کہ تم چلتے رہو، جب تک تم دیکھتے نہ ہو کہ بالکل وسیع پیمانے پر خشکی آ گئی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عرفان تو لامحدود ہے، تم ایک جگہ اُتر کر کہہ دو کہ مَیں نے حاصل کرلیا، تو وہ نہیں ہوسکتا۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہو۔ دعا کرتے رہو۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی بھی دے دیتا ہے۔ خود انسان کو تسلی ہو جاتی ہے۔ انسان کی دعاؤں کا جواب مل جاتا ہے اور اس سے اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بعض باتیں انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں، اس کے سمجھانے کے طریقے اللہ تعالیٰ بتا دیتا ہے، قرآن کریم کی آیات سے عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ کو عرفان کا الہام ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں، وہاں سے آپ کو ایک نکتہ مل جائے گا کہ ہاں! اس کا یہ جواب مل گیا۔ خلفاء کی کُتب پڑھ رہے ہیں، خطبات سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جائے گا۔ کسی بزرگ کی بات سن رہے ہیں، پرانے علماء، صحابہؓ کی باتیں سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ احادیث سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ تو ان چیزوں سے آپ کو پتا لگے گا کہ ہاں! یہ عرفان مجھے حاصل ہو رہا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید ہے، جو میرے لیے، ان ان باتوں کے سمجھنے کے ذریعے نکال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ذرائع پیدا کرتا ہے، یہ تو نہیں کہ الہام کر کے ہر ایک کو ولی اللہ بنا دے، آپ کو نبیوں کی طرح ہر بات کا الہام ہونا شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کے لیے اس کے معیار کے مطابق مختلف ذرائع ہوتے ہیں۔ تو اس لیے عرفانِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل عبادت اور علم حاصل کرتے چلے جانا اور اس کے حل نکالتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل مانگتے چلے جانا، یہ اصل چیز ہے۔ یہ کہنا کہ مجھے عرفانِ الٰہی حاصل ہو گیا اور بس مَیں بڑا بزرگ ہو گیا، یہ بات ہوگی تو سمجھو وہ ختم ہو گیا، وہ پانی میں اس پیر کی طرح ڈوب گیا۔

اس کے بعد ایک ناصر نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ **جب یورپی لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے تو وہ اکثر کم دلچسپی ظاہر کرتے ہیں، ایک یا دو بار تو سنتے ہیں لیکن پھر لاپروا ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟**

اس پر حضورِانور نے جواب دیا کہ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم تبلیغ کرو، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم اپنے کام کیے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فِطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

نیک فطرت لوگ آتے ہیں، ہر ایک تو مانتا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو کہا تھا کہ نیک باتیں بتاؤ۔ شیطان نے سجدہ کرنے یا بات ماننے یا آدمؑ کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کیا تھا تو ساتھ ہی شیطان نے یہ بھی اللہ تعالیٰ کو کہہ دیا تھا کہ تُو مجھے مہلت دے، تُو کہتا ہے کہ مَیں آدمؑ کی اطاعت کروں، مجھے اجازت دے کہ مَیں اپنی طرف بھی لوگوں کو لے کے آؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ مَیں نے آدمؑ کو پیدا کر دیا، اب سارے آدمؑ کے پاس ہی جائیں گے اور تمہاری طرف کوئی نہیں آئے گا۔

اللہ میاں نے کہا کہ تمہیں اجازت ہے کہ ٹھیک ہے تم لوگوں کو بھٹکاؤ، اپنی طرف لے کر آؤ۔ پھر اس شیطان نے یہ چیلنج دیا کہ لوگوں کی اکثریت مجھے follow کرے گی، آدمؑ یا نیک باتوں کو follow نہیں کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ نہیں کرے گی بلکہ کہا تھا کہ ٹھیک ہے ایسا کریں گے تو تمہیں بھی اور تمہارے ساتھیوں کو بھی مَیں پھر ضرور جہنّم سے بھر دوں گا۔ یہی قرآن کریم میں سارے واقعات لکھے ہیں۔

تو اس کا مطلب ہے کہ جو بد لوگ ہیں، شیطان کے پیچھے چلنے والے لوگ ہیں، نہ ماننے والے لوگ ہیں، وہ زیادہ ہوں گے۔ زیادہ رہیں گے یا اتنی تعداد میں رہیں گے کہ لوگوں کو متاثر کرسکیں۔

ہاں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جب نیک فطرت لوگ ایک علاقے میں، ایک جگہ میں زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ فضل بھی فرماتا رہتا ہے۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ ساری دنیا میں ایک ہی طرح ہر جگہ ہو جائے گا کہ صرف نیک ہی نیک لوگ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بےشک فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اکثریت قبول کرلے گی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سارے علاقوں میں بہت بڑی اکثریت قبول کرلے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ ساری دنیا مجھے قبول کرلے گی۔ اسلام کا یہ دعویٰ ہی نہیں، اگر یہ دعویٰ ہوتا تو کافروں کے متعلق قرآن کریم میں حکم کیوں ہوتے، اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پر چلنے کا حکم کیوں ہوتا؟ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ جو کہا گیا، وہ کہنے کی ضرورت کیا تھی؟ جب مغضوب علیہ اور گمراہ لوگ ضالین جو ہیں وہ بھی نہ ہوتے تو لوگوں کو پھر پتا کس طرح لگتا؟ اس کا مطلب ہے کہ ہمیشہ ہر وقت یہ لوگ رہیں گے۔

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
( آندھرا پردیس)
99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka. E.G.dist.
Andhra Pradesh. 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All Hatred for None

لیکن ہمارا کام تبلیغ کرتے رہنا ہے اور اگر کوئی تبلیغ میں دلچسپی لیتا ہے تو الحمد للہ! اور اگر آپ کا کوئی بہت خاص دوست ہے تو اس کو سمجھائیں کہ دیکھو! مَیں تمہیں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہ دوسرے کے لیے پسند کرو، تو مجھے یہ چیز پسند ہے اور مَیں اس کو صحیح سمجھتا ہوں۔ اس لیے مَیں تمہاری بہتری کے لیے تمہیں بتا رہا ہوں۔ مانو نہ مانو، تمہارا فعل ہے، یہ چیز آپ بتا دیں۔ اگر وہ مان لے گا تو الحمد للہ! نہیں تو کوئی دوسرا لے لیں۔ بعض اَڑے ہوتے ہیں، ان پر ہی آپ وقت ضائع کرتے جائیں کہ نہیں! مَیں نے منوا کے ہی چھوڑنا ہے، نہیں منوا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ تبلیغ کریں جو تعلیم آپؐ کو نازل کی گئی، ہدایت دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے لیے دعا کرتے رہیں۔ فطرت نیک ہوگی تو قبول کر لے گا۔

ہم نے اپنا کام نہیں چھوڑنا۔ ہمارا کام یہی ہے کہ بُلاتے چلے جانا۔ آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کہا تھا کہ تم نے اپنا کام نیکیوں کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ شیطان کو کہا ٹھیک ہے کہ مَیں تمہیں تمہارے کام کی اجازت دیتا ہوں کہ تم برائیوں کی طرف بلاتے رہو۔ دونوں کو کھلی چھٹی دے دی۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ مَیں شیطان باندھ دوں گا۔ ہاں! رمضان کے دنوں میں شیطان ان لوگوں کے لیے باندھا جاتا ہے جو مومن ہوتے ہیں۔ کیونکہ نفسِ امّارہ جو ہے وہ بعض دفعہ بگڑ جاتا ہے، اس لیے نفسِ لوّامہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور اس میں پھر رمضان میں ملامت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر نیت نیک ہو تو پھر شیطان کو باندھ کر اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ اگر نیت نیک نہیں ہے تو بہت سارے کلمہ پڑھنے والے بھی ہیں، جن کے شیطان کھلے رہتے ہیں۔ رمضان میں ساروں کے شیطان تو نہیں بند ہو جاتے۔ یہ تو پھر نیت اور ارادے پر منحصر ہے، ارادہ اور نیت ہوگی تو ٹھیک، ارادہ اور نیت نہیں ہوگی تو پھر ختم۔

حضورِانور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں اس بات کا اعادہ فرمایا کہ آپ کا اور ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ (المائدۃ:68)۔ تبلیغ کرو جو اُتارا گیا ہے تم پر۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

ایک ناصر نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ آپ کے خطبات اور خطابات سے مؤثر انداز میں کس طرح سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟

اس کے جواب میں حضورِانور نے استفہامیہ انداز میں استفسار فرمایا کہ کیا آپ ان سے کوئی سبق حاصل کرتے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی کچھ سیکھا ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہ محسوس کیا کہ آپ ان سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں؟ یہی تو اصل اہمیت ہے۔ اس سے زیادہ مَیں آپ کو اَور کیا بتا سکتا ہوں؟

**حضورِانور نے خطبات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے بتاتا ہوں کہ آپ لوگوں کو تاریخِ اسلام کا بھی پتا لگے۔ جو واقعات ہو رہے ہیں ان کا بھی پتا لگے۔ جو واقعات ماضی میں ہوئے ان کا بھی پتا لگے۔ جس طرح صحابہؓ نے قربانیاں کیں ان کا بھی پتا لگے۔ انہی خطبات میں بعض نصائح آ جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ کی لوگوں سے وابستہ توقعات آ جاتی ہیں۔ لوگوں کے اپنے عمل آ جاتے ہیں۔ ان کا سب کو پتا لگے۔ پتا لگے کہ ہمارے بزرگوں نے کتنی قربانیاں کی تھیں اور کس طرح قربانیاں کر کے اسلام کو سنبھالا اور سینچا اور اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں سہولتیں دے دی ہیں، اس کے بعد ہماری ذمہ داری کتنی** ہے کہ ہم اس کو کس طرح سنبھالیں اور سینچیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط بھی رکھیں اور اپنی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھیں اور اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے آگے اسلام کی تبلیغ اور پیغام کو بھی پہنچاتے رہیں۔ اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں۔ اس طرح بہت ساری نصیحتیں انہی میں آ جاتی ہیں۔ اوّل تو مَیں نے پہلے سولہ، سترہ سال تربیت پر بے شمار خطبے دیے ہیں، ان تربیتی خطبات کو دیکھیں تو آپ کو تربیت سے متعلق باتیں پتا لگ جائیں گی۔ **پھر تاریخ پر مَیں نے خطبات کا سلسلہ اس لیے شروع کیا کہ پتا لگے کہ تربیت کی صرف باتیں نہیں ہیں، بلکہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ یہ صحابہؓ نے کام کر کے دکھائے۔** یہ کوئی ایسی باتیں نہیں تھیں کہ صرف اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا بلکہ ان میں تبدیلی پیدا کی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کے جاہل اور اُجڈ لوگوں کی، جو بالکل اَن پڑھ تھے، ہم تو پھر اپنے آپ کو بڑے پڑھے لکھے کہتے ہیں، اور گاؤں کے لوگوں کی تربیت کی اور ان کو انسان بنایا۔ پھر انسان سے تعلیم یافتہ انسان بنایا، پھر تعلیم یافتہ انسان سے باخدا اِنسان بنایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گئے۔ تو اگر وہ ساری چیزوں کے باوجود باخدا بن سکتے تھے تو مَیں نے جو تربیت کی باتیں بتائی ہیں، وہ سیکھ کے جو ہم تھوڑے بہت پڑھے لکھے ہیں، ہم کیوں باخدا انسان نہیں بن سکتے؟

تو یہی سبق خطبوں میں ملتے ہیں، اگر لینا چاہیں تو! نہیں لینا چاہیں تو کہہ دیں کہ ٹھیک ہے خطبہ سنا تھا، بڑا مزا آیا، بس بات ختم ہوگئی۔

ملاقات کے اختتام پر شاملین کو حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

آخر پر حضورِانور نے سب شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے الوداع کہا اور یوں یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 31 اکتوبر 2024ء)

☆......☆......☆

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 14

رَاجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، خوش مزاج، ملنسار، معاملہ فہم، مخلص اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی درس و تدریس کا خاص ذوق رکھتی تھیں۔ آپ نے لاہور کے حلقہ مغلپورہ میں نائب صدر لجنہ کے علاوہ کئی اور عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ابتدائی زندگی سے لے کر وفات تک جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ آپ نے سکول ٹیچنگ کے ساتھ ساتھ جماعتی ذمہ داریاں بھی نہایت اخلاص سے ادا کیں۔ ہر مالی قربانی میں پیش پیش رہتیں اور جماعتی چندوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے تینوں بیٹے حافظ قرآن اور تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔

**(6) مکرمہ مسرت کوثر صاحبہ**

**اہلیہ مکرم مبارک سلیم صاحب (دارالعلوم غربی صادق ربوہ)**

23 فروری 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم سردار مصباح الدین صاحب (سابق مبلغ انگلستان) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہترین اخلاق کی مالک، ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ خلافت کے ساتھ حد درجہ احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 2 بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم عکاشہ بدر احمد صاحب (نائب صدر مجلس انصار اللہ یوکے) کی پھوپھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

یاد رکھیں کہ بیعت کرنا صرف ایک رسمی عمل نہیں ہے
بلکہ یہ آپ کی زندگیوں کو بدلنے کا ایک پختہ عہد ہے
آج کل کے بگڑتے ہوئے حالات میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں
اور اللہ کی رضا کو تمام دنیاوی مسائل پر ترجیح دیں
خلافت احمدیہ سے محبت اور اطاعت کے تعلق کو مضبوط کریں

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش 2024ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے سالانہ نیشنل اجتماع کے اس بابرکت موقع پر میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک احمدی مسلمان اور خصوصاً مجلس انصار اللہ کے ممبران کے طور پر آپ پر ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ ایک ایسی ذمہ داری جسے ہر ناصر کو نہ صرف ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے بلکہ دوسروں کو تلقین بھی کرنی چاہئے اور اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایمان، دیانت داری اور ہمدردی کی عمدہ مثال بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے مشن کی بیعت ایک ایسا عہد ہے جو پاکیزگی، تقویٰ اور انسانیت کی خدمت کی زندگی گزارنے کا تقاضا کرتا ہے۔

یاد رکھیں کہ بیعت کرنا صرف ایک رسمی عمل نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی زندگیوں کو بدلنے کا ایک پختہ عہد ہے۔ لہٰذا اپنی زندگیوں کے ہر پہلو میں سچائی، ایمانداری اور دیانت داری کے بلند ترین معیار کو برقرار رکھنا جماعت کے ہر ناصر کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو برائی کی ہر قسم کی کشش اور تمام برائیوں سے بچائیں۔ کیونکہ صرف مستقل مزاجی، قوت ارادی اور اسلامی تعلیمات پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے سے ہی آپ حقیقی معنوں میں اپنے عہد بیعت کو نبھا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہیں۔

آج کل کے بگڑتے ہوئے حالات میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اللہ کی رضا کو تمام دنیاوی مسائل پر ترجیح دیں۔ قرآن کریم کی راہنمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مضبوطی سے عمل کریں۔ عاجزی اور انکساری کو اپنائیں اور تکبر کے زہر کو رد کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ”زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے“۔

سب سے بڑھ کر خلافت احمدیہ سے محبت اور اطاعت کے تعلق کو مضبوط کریں۔ آزمائشوں اور مصائب کے اس دور میں یہ آپ کی نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جماعت اور مجلس انصار اللہ کے حقیقی نمائندے بننے کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش میں اسلام احمدیت کے روشن علمبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ اجتماع آپ کے لیے، آپ کے اہل خانہ کے لیے اور پوری جماعت کے لیے رحمتوں کا باعث بنے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2025ء)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

**فتح مکہ کے روز صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لیے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز اِن ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا**

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/جولائی 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** مکہ کو کس روز سے حرم بنایا گیا؟

**جواب:** آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس روز سے حرم بنایا ہے جس روز اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور جس روز اس نے سورج اور چاند کو بنایا اور یہ دو پہاڑ صفا اور مروہ نصب کیے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خونریزی کرے اور نہ اس کا درخت کاٹے۔ یہ نہ مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے یہ گھڑی بھر کے لیے حلال ہوا تھا پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل تھی۔ تم میں سے حاضر غائب تک پہنچا دے۔ جو تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں قتال کیا تھا تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کے لیے حلال کیا تھا اور اس نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا۔ اے لوگو! لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ جرأت کرنے والا وہ شخص ہے جس نے حرم میں قتل کیا یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اَور کو قتل کیا یا زمانہ جاہلیت کے خون کے بدلے کی وجہ سے قتل کیا۔

**سوال:** فتح مکہ کے روز کن لوگوں کو سزا دی گئی؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: فتح مکہ کے روز صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لیے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز اِن ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا۔

**سوال:** فتح مکہ سے پہلے کعبہ کی کنجی کس کے پاس تھی؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: فتح مکہ سے پہلے کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔

**سوال:** جب فتح مکہ ہوئی تو اس روز کعبہ کی کنجی رسول کریم ﷺ نے کس کو دی؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: جب فتح مکہ ہوئی تو اس وقت حضرت علیؓ نے سقایہ یعنی پانی پلانے کے اعزاز کے ساتھ کلید برداری کا اعزاز بھی حاصل کرنے کی درخواست کی یعنی کہ اب چابی ان کو دے دی جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے کعبہ سے نکلتے ہوئے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور اس کو چابی واپس کر دی اور فرمایا: اَلْيَوْمُ يَوْمُ بِرٍّ وَ وَفَاءٍ کہ آج نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔

**سوال:** فَضَالَہ بن عُمَیر کا آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: فَضَالَہ بن عُمَیر کا آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بھی ظاہر ہوا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے لیکن وہ بے بس تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ کے کچھ دلیر نوجوانوں جیسے عکرمہ وغیرہ نے باقاعدہ ایک پلٹن بنا کر ایک جگہ کھڑے ہو کر مسلح مزاحمت بھی کی تھی۔ اسی طرح کی سوچ رکھنے والوں میں سے ایک شخص فَضَالَہ بن عُمَیر بھی تھا۔ یہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو میں بھی اس بھیڑ میں شامل ہو گیا اور سوچا کہ جونہی میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گا تو چپکے سے اپنے خنجر سے وار کر کے آپ ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کر دوں گا۔ وہ اس ارادے سے آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جونہی وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اسے دیکھ کے فرمایا کہ تم فَضَالہ ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اس پر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اللہ سے استغفار کرو۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ تم نہیں کر رہے اور آپ ﷺ اس کے قریب آئے اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ فَضَالہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا آپ ﷺ نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب مجھے محمد ﷺ ہی لگنے لگے اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔

**سوال:** حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد کے قبول اسلام کے واقعہ کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد کے قبول اسلام کے واقعے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے والد فتح مکہ تک ایمان نہیں لائے تھے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم اس عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی میں رہنے دیتے۔ اتنی بڑی عمر کے آدمی کو میرے پاس لے آئے ہو۔ میں خود ان کے پاس آ جاتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نہ یہ کہ آپؐ ان کے پاس تشریف لاتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں رسول کریم ﷺ کے سامنے بٹھایا تھا تو آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اسلام لے آئیں۔ آپ سلامتی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے (حضرت ابوبکرؓ کے والد نے) اسلام قبول کر لیا۔

**سوال:** حضرت ہند نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ سے اپنی محبت و اخلاص کا اظہار کس طرح کیا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت ہند نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ سے اپنی محبت و اخلاص کا اظہار اس طرح کیا کہ دو کم عمر بکرے بھون کر آپ کی خدمت میں لونڈی کے ہاتھ بھجوائے۔ لونڈی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری مالکن نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ گوشت بھون کے بھیجا ہے اور وہ عذر کرتے ہوئے کہہ رہی ہیں، معذرت کر رہی ہیں کہ آجکل ہماری بکریوں کے بچے کم ہیں۔ اس لیے میں صرف دو بھیج رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں اور ان کی اولاد میں برکت ڈالے۔ بعد میں یہ لونڈی کہتی تھی کہ بخدا کہ میں نے بکریوں اور ان کے بچوں کی اتنی کثیر تعداد دیکھی جو پہلے نہیں دیکھی تھی۔ حضرت ہِند کہتی تھیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے طفیل ہے۔

**سوال:** حضرت مصلح موعودؓ ابوسفیان کی بیوی ہِند کی بیعت کا واقعہ کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضرت مصلح موعودؓ ابوسفیان کی بیوی ہِند کی بیعت کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''یہ وہی عورت ہے جس نے حضرت حمزہؓ کا مُثلہ کروایا تھا۔ آپؐ نے مناسب سمجھا کہ اسے اس ظالمانہ فعل اور خلافِ انسانیت حرکت کی سزا دی جائے۔ اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ جب عورتیں بیعت کے لیے آئیں تو ہندہ بھی چادر اوڑھ کر ساتھ آ گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ جب وہ اس فقرہ پر پہنچی کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو چونکہ وہ بڑی تیز طبیعت تھی۔ اس نے کہا یارسول اللہ! ہم اب بھی شرک کریں گی؟ آپؐ اکیلے تھے اور ہم نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا۔ اگر ہمارے خدا سچے ہوتے تو آپ کیوں کامیاب ہوتے۔ وہ بالکل بیکار ثابت ہوئے اور ہم ہار گئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہندہ ہے؟ آپؐ اس کی آواز کو پہچانتے تھے، آخر رشتہ دار ہی تھی۔ ہندہ نے کہا یارسول اللہ! اب میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب آپ کو مجھے قتل کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا ہاں اب تم پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ غرض وہ قوم جو سمجھتی تھی کہ آپ نے سب خداؤں کو کُوٹ کر ایک خدا بنا لیا ہے ان میں اتنا تغیر پیدا ہو گیا کہ ہندہ جیسی عورت نے کہا کہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا ایک نہیں۔''

**سوال:** وہ مجرم جن کے قتل کا حکم صادر ہوا، ان کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: وہ مجرم جن کے قتل کا حکم صادر ہوا، ان کے بارے میں لکھا ہے۔ تفصیل بیان کرتا ہوں گو کہ اس بارے میں بعض لوگوں کے تحفظات بھی ہیں اور واقعات بھی یہی بتاتے ہیں کیونکہ جن وجوہات کی بنا پر قتل کے حکم کے بارے میں بیان کیا گیا ہے یہ صاف طور پر آنحضرت ﷺ کے عمل اور طبیعت کے خلاف ہے۔ بہرحال پہلے یہ بیان کر دیتا ہوں کہ کون لوگ تھے۔ تاریخ میں بعض جگہ ذکر ہوا ہے اور بعد میں اس کے ردّ میں بھی بیان کر دوں گا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ افراد جن کے جرائم کی بابت آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہاں بھی نظر آئیں ان کو قتل کر دیا جائے وہ آٹھ مرد اور چھ عورتیں تھیں۔ یہ فتح الباری میں لکھا ہے۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ یہ کل گیارہ افراد تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ یہ کل دس افراد تھے جن میں چھ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

**سوال:** رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز کتنے مردوں اور عورتوں کو امان دی؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا انہیں قتل کر دو، چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہوں۔

❁ ❁ ❁

**یاد رہے کہ مالک ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہو جاتے ہیں**
**اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف خدا پر ہی آتا ہے کیونکہ کامل مالک وہی ہے**
**(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)**

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 مارچ 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحۃ: 4) خدا مالک ہے جزا سزا کے دن کا، ایک رنگ میں اسی دنیا میں بھی جزا سزا ملتی ہے۔ ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ چور چوری کرتا ہے۔ ایک روز نہ پکڑا جاوے گا، دو روز نہ پکڑا جاوے گا، آخر ایک روز پکڑا جائے گا اور زندان میں جائے گا''۔ یعنی قید میں ڈالا جائے گا ''اور اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ یہی حال زانی، شراب خور اور طرح طرح کے فسق و فجور میں بے قید زندگی بسر کرنے والوں کا ہے کہ ایک خاص وقت تک خدا کی شان ستاری ان کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ آخر وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور دکھوں میں مبتلا ہو کر ان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور یہ اس اُخروی دوزخ کی سزا کا نمونہ ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ سرگرمی سے نیکی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور فرمانبرداری ان کی زندگی کا اعلیٰ فرض ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ ان کی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا اور مقررہ وقت پر ان کی نیکی بھی پھل لاتی اور بار آور ہو کر دنیا میں ہی ان کے واسطے ایک نمونہ کے طور پر مثالی جنت حاصل کر دیتی ہے۔ غرض جتنے بھی بدیوں کا ارتکاب کرنے والے فاسق، فاجر، شراب خور اور زانی ہیں ان کو خدا کا اور روز جزا کا خیال آنا تو درکنار، اسی دنیا میں ہی اپنی صحت، تندرستی، عافیت اور اعلیٰ قویٰ کھو بیٹھتے ہیں اور پھر بڑی حسرت اور مایوسی سے ان کو زندگی کے دن پورے کرنے پڑتے ہیں۔ سِل، دق، سکتہ اور رعشہ اور اَور خطرناک امراض ان کے شامل حال ہو کر مرنے سے پہلے ہی مر رہتے اور آخرکار بے وقت اور قبل از وقت موت کا لقمہ بن جاتے ہیں''۔

**سوال:** عقلمند انسان کو اپنے ماحول کے نمونوں کو دیکھ کر کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ہر عقلمند انسان کو اپنے ماحول کے نمونوں کو دیکھ کر عبرت پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے انسان کی غلطیوں کی وجہ سے بعض کو اس دنیا میں بھی سزا کے جو نمونے دکھاتا ہے تو یہ بات ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے۔

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ مالک کے بارہ میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: یاد رہے کہ مالک ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہوجاتے ہیں اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف خدا پر ہی آتا ہے کیونکہ کامل مالک وہی ہے۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ کا غضب کن لوگوں پر ہوتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کا یہ غضب ان لوگوں پر اس دنیا میں نازل ہوگیا اور جس نے نیکی کی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی اجر عطا فرمایا۔

**سوال:** اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہ کی جائے تو کیا ہوگا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہ کی جائے اس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے تو وہ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس کے سامنے نہ حکومتیں کوئی چیز ہیں، نہ دولتیں کوئی چیز ہیں وہ اگر کمزوروں کا بھی مددگار بن جائے تو ان کو بھی عزت کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے اور طاقتوروں اور دولتمندوں کو رسوا اور ذلیل کر دیتا ہے۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حکموں پر عمل کرو تا کہ اِس دنیا میں بھی میری خوشنودی حاصل کر سکو اور اگلے جہان میں بھی جب تمہارے متعلق آخری جزا سزا کا فیصلہ ہوگا، میری رضا کے حصول کے لئے کئے گئے اعمال کی وجہ سے میری جنتوں کے وارث ٹھہر سکو۔

**سوال:** کس طرح دنیا میں امن کی فضا قائم ہوگی؟

**جواب:** آج اگر دنیا اس حقیقت کو سمجھ لے کہ سوائے ایک خدا کے جو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے مکمل مالکیت اسی کی ہے، وہی مالک حقیقی ہے، اس کی زمین و آسمان پر بادشاہت قائم ہے تو دنیا کے یہ تمام فتنے اور فساد ختم ہو جائیں۔ پس اگر انسان خدا تعالیٰ کی حقیقی مالکیت کو اپنے اوپر تسلیم کر لے تو پھر اس کا خوف بھی پیدا ہوگا۔ پھر یہ احساس ہوگا کہ ایک خدا ہے جس کی ہمیں عبادت بھی کرنی ہے، جس کے احکامات پر عمل بھی کرنا ہے کیونکہ جزا سزا کا ہمارے ساتھ سلوک ہونا ہے تو پھر ہی نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ بھی ہوگی۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ کو کیوں یاد کرنا چاہئے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا، اس کی عبادت کرنا، اس کا شکرگزار ہونا، اس کا خوف رکھنا، صرف اس لئے نہیں کہ اگلے جہان میں ہمارے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے، وہیں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ جزا سزا کا سلوک کرتا ہے۔ نیک کام کرنے والوں کو نوازتا ہے۔ برائیاں کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کے امتحان لیتا ہے اور اس میں پورا اترنے والوں کو اس کی بہترین جزا دیتا ہے اور جو اس کی مالکیت کی بجائے اپنی مالکیت جتاتے اور اس کے ناشکرگزار بندے بنتے ہیں تو بعض وقت وہ اس دنیا میں ہی ان کو سزا بھی دیتا ہے۔

**سوال:** کیا خیال کبھی بھی دل میں نہیں آنا چاہئے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ جیسا کہ اکثر اللہ تعالیٰ کی ہستی کو نہ ماننے والے سمجھتے ہیں کہ اگلے جہان میں تو پتہ نہیں کیا ہونا ہے یا کچھ ہونا بھی ہے کہ نہیں، سوال جواب بھی ہونے ہیں کہ نہیں، جزا سزا بھی ملنی ہے کہ نہیں، کچھ ہے بھی کہ نہیں، اس لئے دنیا میں جو دل چاہتا ہے کئے جاؤ۔

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ السام نے شرابی وگوں کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شرابی ہیں، شراب کی وجہ سے اپنی طاقتیں ضائع کر دیتے ہیں، دماغی صلاحیتیں کھو دیتے ہیں۔ یہ شراب پینے والے جب شراب پی رہے ہوتے ہیں ان کے دماغ کے ہزاروں لاکھوں خلیے اور سیل (Cell) ہیں جو ساتھ ساتھ ضائع ہو رہے ہوتے ہیں اور یہ سب اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والے ہیں۔

**سوال:** خطبہ کے آخر پر حضور انور نے کن کی نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا؟

**جواب:** خطبہ کے آخر پر حضور انور نے محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☸☸☸☸

# نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31 مئی 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

**نماز جنازہ حاضر**

**مکرمہ رفعت احمد ناصر صاحبہ**

**اہلیہ مکرم ناصر احمد بھٹہ صاحب (ٹوٹنگ۔ یوکے)**

25 / مئی 2025ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم ماسٹر لال دین صاحب (ٹیلر ماسٹر آف قادیان) کی بیٹی تھیں۔ آپ کے شوہر مکرم ناصر بھٹہ صاحب کو ابتدائی دَور میں MTA پروگرام کے تحت سارے یوکے میں سیٹلائٹ ڈشیں لگانے کی ڈیوٹی سونپی گئی جو انہوں نے لمبے عرصہ تک بڑے شوق سے نبھائی۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، غریبوں کا خیال رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ جماعت کے پروگراموں اور اجلاسات میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے عمومی کی ٹیم میں اور دوسرے بیٹے قائد مجلس ٹوٹنگ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

**نماز جنازہ غائب**

**(1) مکرم شیخ عبد اللطیف صاحب (مبلغ سلسلہ)**

**ابن مکرم شیخ ہدایت اللہ صاحب مرحوم**

**(سورو صوبہ اڈیشہ۔ انڈیا)**

یکم مئی 2025ء کو 42 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو صوبہ تلنگانہ، آندھرا پردیش، اُتر پردیش، سکم، کرناٹک اور اُڈیشہ میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم خاموش طبع، شریف النفس، تقویٰ شعار، دعا گو، صابر و شاکر، محنتی، مطیع اور فرمانبردار خادم سلسلہ تھے۔ علالت کے دوران بھی خدمت کرتے رہے۔ جہاں بھی ڈیوٹی دی وہاں ہر دلعزیز ہی رہے۔ خلافت کے شیدائی تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ ۱/۷ حصہ کے موصی تھے اور چندہ تحریک جدید میں ایک ماہ کی مکمل تنخواہ اور چندہ وقف جدید میں ایک ماہ کی نصف تنخواہ دیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

**(2) مکرمہ نجمہ انصار صاحبہ**

**اہلیہ مکرم ملک انصار الحق صاحب شہید**

**(لاہور۔ حال کینیڈا)**

16 / اپریل 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ (مبلغ ماریشس) کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک، باوفا اور خلافت سے والہانہ عقیدت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک، مہمان نوازی، صلہ رحمی اور خدمت خلق آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ مرحومہ نے اپنے شوہر کی شہادت پر صبر و حوصلہ کا مظاہرہ کیا اور بچوں کو بھی صبر کی تلقین کی۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ MTA باقاعدگی سے دیکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں، 16 نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ ان کے بیٹے اور پوتے جرمنی اور کینیڈا میں مختلف جماعتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

**(3) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ**

**اہلیہ مکرم اللہ بخش صادق صاحب (وکیل التعلیم)**

21 / مارچ 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے دادا حضرت میاں محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1902ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحومہ کی پیدائش قادیان کی ہے۔ ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کی۔ ایف ایس سی کرنے کے بعد شادی ہوئی اور ربوہ شفٹ ہوگئیں۔ جہاں 1997ء تک نصرت جہاں گرلز ہائی سکول میں تدریسی فرائض انجام دیتی رہیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ حلقہ نصرت جہاں کی صدر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ آپ ایک شفیق استاد، ہمدرد ہمسائی اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ آپ کے سب عزیز آپ کی محنت، سلیقہ شعاری، دوسروں کی بے لوث مدد، قناعت، انکساری اور شدید بیماری میں بھی صبر وشکر اور عبادت پر استقامت کی گواہی دیتے ہیں۔ آخری ایام تک آپ کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہی۔ نماز کا خاص اہتمام کرتیں اور قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کیا کرتی تھیں۔ چندوں میں نہ صرف باقاعدہ تھیں بلکہ سال کے شروع میں ہی ادائیگی کر دیتی تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین سے خاص محبت و احترام کا تعلق تھا۔ آپ اپنے واقف زندگی شوہر کی دینی کاموں میں ہمیشہ معاون رہیں۔ مرحومہ نے اپنی اولاد کی بھی بہترین تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

**(4) مکرمہ مہر النساء صاحبہ**

**اہلیہ مکرم مستری ممتاز احمد صاحب مرحوم (قادیان)**

یکم مارچ 2025ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ قادیان کے جلسہ سالانہ اور اجتماعات پر بڑے اخلاص کے ساتھ ڈیوٹیاں دیتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم شیراز احمد داؤد صاحب مربی سلسلہ قادیان کی نانی تھیں۔

**(6) مکرمہ بلقیس توفیق صاحبہ**

**اہلیہ مکرم محمد توفیق صاحب (لاہور)**

22 / اپریل 2025ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
*Our Corporate office*
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

**وصـــایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر** 12467: میں محمد مزمل احمد ولد مکرم محمد منیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن: کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد منیر احمد العبد : محمد مزمل احمد گواہ : غلام احمد بابا

**مسل نمبر** 12468: میں نصیرہ بیگم زوجہ مکرم غلام احمد بابا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن: کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک فلیٹ بمقام راجیب کالونی کاماریڈی میں واقع ہے۔ جس کا فلیٹ نمبر A-12 ہے جو کہ تیسری منزل پر ہے۔ یہ فلیٹ 2 بیڈ روم سیٹ پر مشتمل ہے۔ اس کی موجودہ قیمت کم وبیش 30 لاکھ روپے ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کی بالیاں ایک جوڑی، انگوٹھی ایک عدد (تمام زیورات ڈھائی تولہ 25 گرام 22 کیریٹ)۔ حق مہر -/2,200 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : غلام احمد بابا الامۃ : نصیرہ بیگم گواہ : محمد فیضان احمد

**مسل نمبر** 12469: میں صالحہ بتول بنت مکرم محمد احمد اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد احمد اللہ الامۃ : صالحہ بتول گواہ : محمد فہیم الدین

**مسل نمبر** 12470: میں اشفاق احمد ولد مکرم محمد حبیب احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن: چندہ پور، منڈل تاڑوائی ضلع کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/8,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد حبیب احمد العبد : محمد اشفاق احمد گواہ : محمد فہیم احمد

**مسل نمبر** 12471: میں محمد مزمل احمد ولد مکرم محمد مظفر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن: چندہ پور، منڈل تاوڑی ضلع کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد فہیم احمد العبد : محمد مزمل احمد گواہ : محمد مصور احمد

**مسل نمبر** 12472: میں وی انور احمد ولد مکرم وی بشیر احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن: بالا جی نگر محبوب نگر صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11-اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک دومنزلہ مکان بمقام بالا جی نگر محبوب نگر رقبہ 135 گز پلاٹ نمبر 14-3-175/A/2، اس کی موجودہ قیمت 35 لاکھ روپے ہے۔ ایک دومنزلہ مکان بمقام رکھشیا پورم کنچن باغ حیدر آباد رقبہ سو گز مکان نمبر 18-8-254/1//8/14/1/2 جسکی موجودہ قیمت کم وبیش 60 لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عرشان احمد کاشف العبد : وی انور احمد گواہ : شیخ چاند مجیب

**مسل نمبر** 12473: میں بشارت احمد ولد مکرم رشید احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ: تجارت عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن: شری نواس کالونی محبوب نگر صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان بمقام شری نواس کالونی محبوب نگر میں واقع ہے جس کا رقبہ 150 گز، مکان نمبر 6-24/8H اسکی موجودہ قیمت 60 لاکھ روپے ہے۔ دو ایکڑ کھیتی زمین بمقام وڈے مان چنتہ کنٹہ منڈل ضلع محبوب نگر سروے نمبر 309۔ اس کی موجودہ قیمت 50 لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عظیم احمد جلتار العبد : بشارت احمد گواہ : محمد عمر

**مسل نمبر** 12474: میں راشدہ یاسمین زوجہ مکرم منیر احمد سعید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن: راجندر نگر حیدر آباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار دو عدد، کان کی بالیاں دو جوڑی، دو عدد انگوٹھیاں (تمام زیورات 5 تولہ 50 گرام 22 کیریٹ)۔ حق مہر -/10,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منیر احمد سعید العبد : راشدہ یاسمین گواہ : نصیر احمد وسیم

**مسل نمبر** 12475: میں عبد الباسط ولد مکرم عبد المغنی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن: چنتہ کنٹہ، ضلع محبوب نگر، صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ رقبہ 180 گز پلاٹ نمبر 7 بمقام وینکو باو پنچر جڑ چرلہ تلنگانہ سروے نمبر 186/A۔ اس کی موجودہ قیمت -/1,50,000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/9,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عظیم احمد جلتار العبد : عبد الباسط گواہ : عطاء الودود

**مسل نمبر** 12476: میں انیس احمد ولد مکرم نظام الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن: چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پختہ مکان رقبہ 250 گز بمقام چنتہ کنٹہ اسکی موجودہ قیمت کم وبیش دس لاکھ روپے ہے۔ ایک خالی پلاٹ بمقام آتما کور ضلع وانا پرتی تلنگانہ رقبہ 150 گز پلاٹ نمبر 312 ماروتی نگر جس کا سروے نمبر 157/A ہے اس کی موجودہ قیمت پانچ لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : بی انور احمد العبد : انیس احمد گواہ : طارق احمد گلبرگی

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 13 November - 2025 Issue. 46

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

# حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان دنیا میں اسلام واحمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے کیا تھا

## جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں بے انتہا برکت رکھ دیتا ہے

## بھارت میں صوبوں کے لحاظ سے کیرلہ اوّل رہا جبکہ جماعتوں کے لحاظ سے حیدر آباد کی جماعت پہلی پوزیشن میں رہی

## تحریک جدید کے 92ویں سال کا بابرکت اعلان

### خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07؍نومبر 2025 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ۔ یوکے

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (البقرہ:262)

فرمایا:اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جولوگ اپنے مالوں کواللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس فعل کی حالت اس دانہ کی حالت کے مشابہ ہے جوسات بالیں اگائے اور ہر بالی میں سو دانہ ہو۔اوراللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑھا بڑھا کر دیتا ہےاوراللہ وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

پھرفرمایا: یکم نومبر سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا تحریک جدید کا نیا مالی سال شروع ہوتا ہے۔اس حوالے سے نئے سال کے تحریک جدید کا اعلان بھی کیا جاتا ہےاور گذشتہ سال جوگزرا ہے اس کی مالی قربانیوں کا بھی ذکر ہوتا ہے جو جماعتوں کی طرف سے ہوئی ہیں۔اسی طرح مالی قربانی کی اہمیت کے بارے میں بھی کچھ بیان ہوتا ہے۔یہ بیان کرنے سے پہلے قربانیوں کی اہمیت تحریک جدید کا مختصر پس منظر بیان کر دیتا ہوں۔

تحریک جدید کا آغاز 1934ء میں ہوا تھا۔اس کی وجہ یہ بنی تھی کہ اس وقت جماعت کے خلاف احرار نے ایک فتنہ اٹھایا تھااور بڑا شور مچایا تھا۔مخالفت کا ایک طوفان تھااور یہ نعرہ تھا کہ ہم احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹادیں گے۔ایسے وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو تحریک کی کہ ایک فنڈ مہیا کریں تا کہ ہم احمدیت اور اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں اور جماعت کے نظام کو مضبوط تر کریں۔پس اس سوچ کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان فرمایا تھااور یہ بھی فرمایا تھا کہ ملک میں بھی اور دنیا میں بھی ہم نے اسلام اور احمدیت کے پیغام کو پھیلانا ہے تا کہ دشمن ہمارے منصوبوں کو کہیں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ایک جگہ اگر مخالفت ہےتو دوسری جگہ ترقی نظر آتی ہواور جماعت کا نظام پھیلتا چلا جائے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا ہواہےاور ہمارے مشنریز مبلغین وہاں کام کررہے ہیں۔دنیا کے مختلف ممالک میں ہم نے مسجدیں بنائی ہیں ہمارے سکول کام کررہے ہیں ہسپتال کام کررہے ہیں۔مبلغین اور مربیان سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔اشاعت لٹریچر ہورہی ہے ایم۔ٹی۔اے کے سٹوڈیوز کئی ملکوں میں قائم ہیں علاوہ مرکزی سٹوڈیو کے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ریڈیو سٹیشنز قائم ہیں۔گو یہ سارے جوکام ہیں ان کا بہت سا خرچ باقی چندوں سے بھی پورا کیا جاتا ہےلیکن تحریک جدید اس میں بڑا اہم کردار ادا کررہی ہے۔

خدا کی راہ میں جولوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدااس طرح برکت دیتا ہے جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہےتو بویا وہ ایک ہی ہوتا ہےمگر خدااس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر خوشے میں سو دانے پیدا کرسکتا ہے یعنی اصل چیز سے زیادہ کردینا یہ اصولی بات ہے کہ اصل چیز سے زیادہ کردینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہےاور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کوزیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سخیوں سے بڑھ کرسخی کے بارے میں نہ بتاؤں۔لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام سخاوت کرنے والوں سے بہت بڑھ کرسخاوت کرنے والا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں بتایا کہ میں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز روزہ اور مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔

پس یہ ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مالی قربانیاں دیں کہ وہ اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بڑھائیں۔صرف مالی قربانی کر کے یہ نہ سمجھ لیں کہ بہت ہو گیااور اپنے معیار عبادتوں کے بھی بڑھائیں اور اونچے کریں۔مالی قربانی کر کے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم عبادتوں سے فارغ ہو گئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا روایت آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو مال کی ضرورت ہو حرص رکھتا ہو اس کی غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو اس وقت صدقہ وخیرات میں دیر نہ کر۔یہ ساری جو اپنی خواہشات ہیں جو دنیاوی چیزیں ہیں ان کی خواہشات ہوں لیکن اس کے باوجود تم صدقہ کرو خیرات کرو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری جان حلق میں آ پہنچے جب تو مرنے کے قریب ہو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو فرمایا کہ وہ مال تو اب تیرا رہا ہی نہیں وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے وہ تو اب ورثاء کو ملنا ہی ملنا ہے اس لئے فرمایا کہ صحت کی حالت میں اور ضرورت کی حالت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی اصل قربانی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لیے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔برکت اس میں بھی ملتی ہےاور اگلے جہان میں بھی۔برکت اس دنیا میں بھی ملتی ہےاور اگلے جہان میں بھی اور یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں۔یہ اس زمانے کی بات نہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمار ہے ہیں آج بھی میرے پاس بہت سے ایسے واقعات آتے ہیں جو اظہار کرتے ہیں کہ ہمیں کس طرح اللہ تعالیٰ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد ہمارے مالوں میں برکت عطا فرماتا ہے۔ہمارے زندگیوں کے مسائل کو دور فرماتا ہے اور ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتا ہے۔چندایک واقعات کا بھی ذکر کردیتا ہوں۔اس ضمن میں حضور انور نے البانیہ، انڈونیشیا، گھانا اور ہندوستان کے مخلصین کی مالی قربانیوں کے اوران پر افضال الٰہیہ کے نزول کے واقعات بیان فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: تحریک جدید بھارت کے انسپکٹر تلنگانہ کے ایک شخص کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جو حیدر آباد کے ایک جگہ کے ہیں ان کا وعدہ سات ہزار روپے کا تھا مگر ملازمت ختم ہونے کی وجہ سے وہ ادائیگی نہیں کر سکے۔اگلے سال کے لئے انہوں نے دس ہزار کا وعدہ لکھوادیا۔ان سے کہا گیا گذشتہ سال کا وعدہ تو آپ نے پورا نہیں کیا آئندہ کے لئے بڑھا کر دے رہے ہیں وعدہ کر رہے ہیں تو موصوف نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا انتظام فرمائے گا مجھے یقین ہے کیونکہ میں اللہ کی خاطر دے رہا ہوں۔چنانچہ چندروز میں ہی انہیں پہلے سے بہتر ملازمت مل گئی اور انہوں نے گذشتہ دوسالوں کا بھی چندہ ادا کیا اور نئے مالی سال میں اپنا وعدہ بھی سات ہزار کی بجائے اب تیس ہزار پیش کر دیا اور اس کی ادائیگی بھی کر دی۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن ظن کو نوازا۔

اس ضمن میں حضور انور نے دنیا بھر کے احمدیوں کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

ان ایمان افروز واقعات کے بعد حضور اقدس نے عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک جدید کے حوالہ سے گزشتہ سال کی جانے والی قربانی کا خلاصہ پیش فرمایا۔

فرمایا: کہ تحریک جدید کا جو گذشتہ سال اکانوے واں سال تھا وہ ختم ہوا اور آج بانویں واں سال شروع ہوا ہے جس کا میں اعلان کر رہا ہوں اور اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو 19.55 ملین پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی جو گذشتہ سال سے تقریباً ڈیڑھ ملین سے پندرہ لاکھ چونسٹھ ہزار پاؤنڈ سے زیادہ بنتے ہیں۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پاکستان کے علاوہ جو جماعتیں ہیں وہ تو شمار نہیں ہوتا لیکن عمومی طور پر جو دنیا میں اول جماعت ہے وہ فی الحال جرمنی ہے اور دوسرے نمبر پر برطانیہ ہے۔ برطانیہ نے بھی اس سال غیر معمولی وصولی کی ہےاور جرمنی کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔پھر اسی طرح امریکہ اور کینیڈا نے بھی گذشتہ سال کی نسبت غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔پھر بھارت نے بھی کافی پچھلے سال کی نسبت اضافہ کیا ہے۔آسٹریلیا، انڈونیشیا اور اسی طرح مڈل ایسٹ کی جماعتوں نے بھی غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔پھر گھانا نے بھی اس سال قربانی میں بہت اضافہ کیا ہے اور نمایاں اضافے کرنے والوں میں ماریشس اور ہالینڈ بھی شامل ہیں۔

انڈیا کے پہلے دس صوبہ جات اس طرح ہیں: کیرالہ۔تامل ناڈو۔تلنگانہ۔اڈیشہ۔جموں وکشمیر۔کرناٹک۔پنجاب۔بنگال۔مہاراشٹرا۔ اور اور پہلی دس جماعتیں قربانی کے لحاظ سے جو ہیں حیدر آباد۔کوئمبی ٹور پھر قادیان۔کالی کٹ۔میلا پالم۔مینجری۔کیرالہ۔بنگلور۔کیرنگ۔کلکتہ۔کیرولائی۔

تحریک جدید کا بانواں سال شروع ہوا ہے تو دفتر اول کا بانواں سال ہوگا اس کے جو پرانے کھاتے ہیں وہ جاری ہیں۔دفتر دوم کا بیاسیواں سال ہے دفتر سوم کا اکسٹھواں سال ہے دفتر چہارم کا اکتالیسواں سال ہے دفتر پنجم کا بائیسواں سال ہےاور دفتر ششم کا تیسرا سال شروع ہوگا اب۔جیسا کہ پہلے میں نے کہا کہ نئے آنے والے جو ہیں وہ دفتر ششم میں شمار کئے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میرے پیارے دوستو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہےاور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت اور ایمان اور عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے یعنی اپنے پاکیزہ اموال سے اپنی دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدا تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ممالک میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سپرد جو مشن کیا ہے اب ہمارا کام ہے کہ ہم اس مشن کو پورا کریں۔اللہ تعالیٰ احباب جماعت کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے اور ہماری کوششوں میں بے انتہا برکت ڈالے اوران کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور ہم جلد از جلد دنیا میں خدائے واحد کی حکومت کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کو لہراتا ہوا دیکھیں۔آمین ☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad